نوائے صوفیہ

ماہنامہ

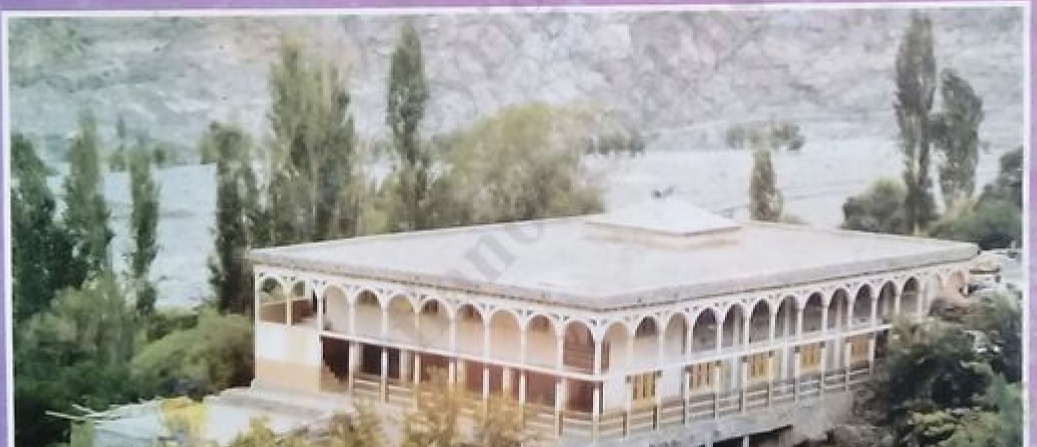
انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 121

قیمت -/45 روپے

دسمبر 2014ء



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ پرتوک جھوربٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ہدیہ: 45 روپے	دسمبر 2014ء	شمارہ: 121

مدیر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزکاری و ڈیزائن کاری

تصوف نوربخشیہ لائبریری علی پور اسلام آباد

اہتمام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

پتہ

A-358، سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد، پاکستان

اکاؤنٹ نمبر

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 8-1773-010،

UBL سیکرٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ای میل ایڈریس

مضامین، خبریں وخطوط بذریعہ emial بھی بھیج سکتے ہیں

nawaesufia_intl@yahoo.com

http://www.nyfpk.org/Nawa-i-eSufia.php

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے احمر گرافکس پرنٹرز آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ رسالہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

فہرست مضامین

نام مضمون .... صفحہ نمبر

تفکر و تذکر

امید بہار .... اداریہ 3

ربانیات

اللہ کے نزدیک حضور کی اہمیت و فضیلت .... شاہ نواز علی دم کی 5

ہمدانیات

یورپ میں آثار شاہ ہمدان کے مخطوطات .... ناہید جیلوی 7

تصوف

یقین، قلب، نفس .... محمد ناظم نوربخش 10

ضابطہ تصوف .... غلام محمد حقانی 15

اسلامیات

اسلام میں عقیدے کا ارتقاء .... غلام حسن حسنو 17

عبادات

فضائل جمعہ .... مولانا شکور علی انور 22

نام مضمون .... صفحہ نمبر

ہمدانیات

شاہ ہمدان کانفرنس سکردو .... احسان علی دانش 26

احکامات

دنیا کا مال و متاع اور اس کی حقیقت .... حاجی غلام حسین سرینگی 28

تصوف

توبہ کی اہمیت .... ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی 31

شخصیات

الحاج صوفی غلام محمد سے انٹرویو .... جی ارہ قب سرینگی 33

دامان خیال

نبی کون! .... مولانا ابراہیم شاکر 36

اخبارِ تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں .... جی ایم شاہین 38

حلیہ شریف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سراپا نگار: مولائے متقیان حضرت علیؑ

ترجمہ: خاکپائے مولا غازی محمد نعیم

سرشت پاک میں ان کی محبت   سراپا حسن و خوبی ان کی صورت
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

ہے ان کا حسن سب عالم میں مشہور   دل اس کا صید سب بننے پہ مجبور
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

چھپاتا بدر کامل اپنا چہرہ   نظر آتا تھا جس دم ان کا جلوہ
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

میانہ قد رسولؐ اللہ کا تھا   بہت ان کا مگر رتبہ بڑا تھا
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

نمایاں سب سے تھے وہ سرو قامت   بہاتے تھے وہ دریائے سخاوت
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

معیت میں کوئی چلتا تھا ان کی   تو حق قامت بڑھا دیتا تھا ان کی
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

نمایاں روئے اطہر پہ تھی عظمت   تھی خوبی کا نمونہ ان کی قامت
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

شب دیجور تھے موئے مبارک   عجب فیاض تھی خوئے مبارک
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

گھنے تھے ان کے گیسوئے مبارک   تھے خمدار و حسیں موئے مبارک
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

کیے رکھتے تھے وہ گیسو کو شانہ   فدا ہوتا تھا جن پہ صد زمانہ
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

تھی منزل زلف کی دوش مبارک   مگر آتی تھی تا گوش مبارک
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

مبارک رنگ تھا حضرت کا روشن   کر ان کی ذات تھی برکت کا معدن
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

بزرگ ان کے تھے سرہا اعضوں کے   تھے چرچے ان کے رخ کے اور وہاں کے
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

حضور پاک کے صدر حسین پہ   بنائی تھی لکیر اک موئے اطہر
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

حسین ابرو بھی مانند کماں تھے   وہ خوش گفتار تھے اور خوش دہاں تھے
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

حسیں ابرو کہ جو باہم جدا تھے   زمانے میں وہ سب سے خوشنما تھے
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

تھا اک عرق مبارک اس حسیں کا   جو بیچ ابرو کے تھا رونق جبیں کا
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل (بقیہ آخر میں)

جو وقت نیند میں کرتا تھا جنبش　　وگرنہ فیض کی اس پہ تھی بارش
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

کمالِ حسن تھی بینی مبارک　　تھی ہموار اور بلند اور خوب نازک
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

سنی بینی نہ اس بینی سے بہتر　　نہ گوش اس گوش اطہر سے حسیں تر
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

تھی وہ بینی مبارک مرکزِ نور　　دل مشتاق تھے مٹنے پہ مجبور
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

بہت ریش مبارک خوشنما تھی　　کہ رنگت اس کی بس نور الہدیٰ تھی
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

محاسن ریش اطہر کے بکثرت　　جو ہر اک کے لیے ہیں وجہ رحمت
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

حسین و نرم رخسار مکرم　　کہ جن سے تھا نزول نور ہر دم
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

دہان پاک ہر خوبی کا خاتم　　برائے فیض خلق ان کے مکارم
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

نہایت معتدل ان کا دہن تھا　　سراپا نعت اس کا ہر سخن تھا
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

کشادہ ان کے تھے دندان اطہر　　بھرا تھا ان میں جیسے نور یکسر
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

خلائق پہ تھی فائق ان کی گردن　　جو حسن و خیر کا تھی ایک معدن
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

وہ گردن بڑھ کے جو نقرہ سے چمکے　　پڑے تھے اس میں عزت کے قلاوے
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

حضورؐ پاک کے محکم تھے اعضاء　　ہلاکت میں پڑے سب ان کے اعداء
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

عرق تھا چشمہ ہائے آب رحمت　　سراسر لطف تھی رفتار حضرت
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

تھی ناف پاک جس کی حد آخر　　خوشی پاتا تھا جس کو دیکھ ناظر
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

عریض ان کے تھے روشن و صدر اطہر　　تھی جن کی قدر ہر اک شے سے بڑھ کر
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

تھا صدر پاک بالوں سے مزین　　مگر جزو وسط تھا کل صدر روشن
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

تھے بال ان کے مبارک بازوں پہ　　اور ان سے تھے مزین گوش اطہر
خدا کی رحمتیں ان پہ ہوں نازل

تفکر و تذکر

امیدِ بہار

اداریہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ. (سورۃ العلق ۵،۴،۳)

"پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ سکھایا انسان کو وہ علم جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر حصولِ علم کی اہمیت کو واشگاف اور آشکار کرتے ہوئے قلم کو ذریعۂ علم قرار دیا ہے، جس سے ترویجِ علم کے باب میں تحریر کی اہمیت اور افادیت بھی الم نشرح ہو جاتی ہے۔ خالقِ حقیقی نے اپنے پاک کلام میں جا بجا اہلِ علم کی بے علم انسانوں پر فضیلت کا بھی ذکر فرمایا ہے، جس کا سبب یہ ہے کہ علم ہی کے ذریعہ انسان کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا گیا اور مسجودِ ملائک قرار دیا گیا۔

اگرچہ علم سینہ بہ سینہ بھی منتقل ہوتا ہے مگر اس کی محافظت، ترسیل اور تبلیغ کا موثر ترین ذریعہ تحریر ہے۔ اسی باعث کتاب اور علم کو ہر زمانے میں لازم و ملزوم تصور کیا گیا ہے۔ کتاب کا وجود میں آنا قلم و قرطاس کے ذریعے ہی ممکن ہے جو انسان کے دست و دماغ کے عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر دور کے علم کو اس عہد کے علما نے تحریری صورت میں محفوظ کرنے اور اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کی سعی و کاوش کی ہے۔ چھاپہ خانے کے قیام سے پہلے کتب و رسائل قلمی مخطوطات کی صورت میں ہی محفوظ کیے جاتے تھے، چنانچہ قدیم علوم و فنون کا خزانہ مخطوطات ہی کی شکل میں ہم تک پہنچا ہے۔

نوائے صوفیہ کے صفحات پر ہم نے بارہا نشر و اشاعت کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ دیگر سلاسلِ تصوف کے مقابلے میں سلسلۃ الذہب کبرویہ ہمدانیہ نوربخشیہ کے مشائخ نے تحریر کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ یہی سبب ہے کہ سلسلۂ کبرویہ کے مشائخ کی علمی مساعی تمام سلاسلِ تصوف میں نہایت ممتاز حیثیت کی حامل ہیں۔

بدقسمتی سے گزشتہ سات صدیوں میں اس علمی خزانے کو مکمل طور پر فراموش رکھا گیا ہے جس کی بنیادی وجہ اس سلسلۂ تصوف کے وابستگان کی معاشی و علمی پسماندگی رہی ہے۔ اسلاف کے عظیم الشان علمی ورثے سے ناواقفیت کے باعث اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کو شدید قسم کے احساسِ کمتری سے دوچار ہونا پڑا، کیوں کہ وہ خود بھی علم کی روشنی سے محروم تھے اور اپنے ان بزرگوں کی وراثت سے بھی ناواقف تھے جو ایک زمانے میں کل عالم کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے تھے۔ بزرگانِ سلسلۃ الذہب صوفیہ نوربخشیہ کی تصانیف کی تعداد سیکڑوں بلکہ ہزاروں میں جا پہنچتی ہے، جو تمام علومِ معرفت کی جامع ہیں۔ ان بزرگوں کی تصنیفات میں دینِ اسلام کے حقیقی خدوخال کو اجاگر کیا گیا ہے اور افراط و تفریط سے دور رہ کر اعتدال کا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ دورِ حاضر میں انسانی معاشرے کو تعصب، تنگ نظری، انتہا پسندی اور عدمِ برداشت کے ہاتھوں جن مسائل و مصائب کا سامنا ہے ان کا واحد حل سلسلۂ نوربخشیہ کے بزرگوں کی معتدل تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ یاد رہے کہ مسلمانوں کی دینی زبان عربی اور تہذیبی زبان فارسی رہی ہے۔ ہمارے صوفیہ کی گراں قدر تصانیف بھی انہی دو زبانوں میں موجود ہیں۔ بدقسمتی سے جدید نسل ان تعلیمات سے قطعی طور پر نابلد ہے، جب کہ صوفیائے سلسلۃ الذہب کی عظیم الشان تصانیف قلمی مخطوطات کی صورت میں برطانیہ، فرانس، روس، وسط ایشیا اور ہندو

ستان کی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ مغرب کے اہلِ علم حضرات نے ان کتابوں کے ترجمے فرانسیسی، انگریزی، لاطینی، اور روسی زبانوں میں شائع کیے ہیں اور ماضی قریب میں برادر اسلامی ملک ایران میں بھی ان کتابوں پر گراں قدر کام ہوا ہے لیکن اس علمی ورثے کے حقیقی وارث یعنی اہلِ صوفیہ نوربخشیہ ان عظیم کتابوں اور ان میں مندرج تعلیمات سے قطعی طور پر نابلد ہیں۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے جب یورپ کا سفر کیا تو ان قیمتی کتابوں کو برٹش میوزیم اور انڈین آفس لائبریریوں کی زینت بنا دیکھ کر نہایت افسوس وحسرت سے فرمایا تھا:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھو ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

شاہ ہمدان انٹرنیشنل ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا قیام:

ان حالات میں جدید تعلیم اور ٹیکنالوجی سے واقفیت رکھنے والے نوربخشی نوجوانوں نے ان عظیم تصانیف کو یک جا کرنے، ان پر تحقیق اور ان کا تدوین وترجمہ کر کے اہلِ عالم میں متعارف کرانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ چنانچہ یورپ میں مقیم ایک مخلص نوربخشی نوجوان نے انٹرنیشنل شاہ ہمدان ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھ کر ہزاروں قلمی نسخے فراہم کرنے کا بندوبست کیا ہے۔ ان قلمی نسخوں کو ایک جدید ڈیجیٹل لائبریری کی صورت میں اکٹھا کیا جائے گا اور دیگر تحقیقی اداروں تک ان کی ترسیل کو ممکن بنایا جائے گا۔ اس کاوش کے نتیجے میں امید ہے کہ ہزاروں نوربخشی کتابوں کے تراجم اور نشر واشاعت کا امکان پیدا ہو جائے گا۔ تمام مخلص نوربخشی اہلِ علم حضرات سے درخواست ہے کہ جس کسی کے پاس بھی نوربخشی کتب کے قلمی نسخے موجود ہوں ان کی سکین شدہ کاپیاں تیار کرنے کے سلسلے میں مذکورہ ادارے سے حتی الامکان تعاون کریں اور ان قیمتی کتابوں کو تلف اور معدوم ہونے سے بچائیں۔

شاہ ہمدان پریس اینڈ پبلی کیشنز کا قیام:

اس سلسلے کی دوسری بڑی کامیابی شاہ ہمدان پریس اینڈ پبلی کیشنز کا قیام ہے۔ اس اشاعتی ادارے کا مقصد بالخصوص کتبِ سلسلۂ صوفیہ نوربخشیہ اور بالعموم تمام کتبِ تصوف کی نشر واشاعت ہے، تاکہ تعلیماتِ تصوف کو عام کر کے موجودہ دور کی تعصب، تنگ نظری، انتہا پسندی اور عدم برداشت کی فضا کا خاتمہ ممکن بنایا جائے۔ اس اقدام سے انشاء اللہ العزیز بین المذاہب وبین المسالک ہم آہنگی کے ساتھ اتحاد، امن، بھائی چارے اور محبت کو فروغ ملے گا۔ خصوصاً احیائے تعلیماتِ تصوف کے ذریعے اتحاد بین المسلمین کے اہم ترین مقصد کو پورا کیا جائے گا۔ تمام اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے لیے یہ خبر خوشی کا باعث ہوگی کہ شاہ ہمدان پبلی کیشنز کے دیوہیکل جدید پریس کی تنصیب کا عمل انجام پا چکا ہے اور عنقریب اشاعتی سرگرمیوں کا آغاز ہونے والا ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ ان تمام مخلص نوربخشیوں کا شکرگزار ہے جنہوں نے اس ادارے کے قیام کے لیے ہر قسم کا قولی، فعلی اور مالی تعاون پیش کیا۔ اس مشن کو کامیاب بنانے کے لیے ابھی اہلِ خلوص کی طرف سے مزید تعاون کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب گھر گھر نوربخشی کتابوں کی لائبریری موجود ہوگی اور اس پاک ملت کے نظریاتی حصار میں رخنہ اندازی کے امکانات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔

نوربخشیہ ریسرچ سنٹرز کے قیام کا منصوبہ:

مذکورہ بالا دو اہم ترین منصوبوں سے مربوط تیسرا اہم اقدام نوربخشیہ ریسرچ سنٹرز کے قیام کا منصوبہ ہے۔ اس کے تحت چند بڑے شہروں میں تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں گے جہاں اہلِ علم کے لیے تصنیف، تحقیق، تالیف، تدوین اور ترجمے کے سلسلے میں درکار تمام سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ نہ صرف اہلِ علم حضرات کے لیے حوالہ جاتی کتابوں، انٹرنیٹ، سکیننگ، کمپوزنگ اور پرنٹنگ کی سہولتیں دستیاب ہوں گی بلکہ ان کے قیام وطعام کا بھی مناسب بندوبست ہوگا۔ اس سلسلے میں جملہ سکالرز سے درخواست ہے کہ اراکین شاہ ہمدان پبلی کیشنز سے رابطہ کر کے اپنی تجاویز پیش کریں۔

مندرجہ بالا اقدامات سے انشاء اللہ العزیز تصوف کے نفاذ

باقی صفحہ نمبر 6 پر

ربانیات

اللہ کے نزدیک حضورؐ کی فضیلت و اہمیت

شاہ نواز علی دم سمی

فرمان باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے۔ اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔'' (سورۃ العمران ۸۱)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں پیغمبروں سے عہد لینے کا ذکر کیا ہے کہ اگر میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں۔ اس کے بعد ایک ایسا رسول تمہاری طرف بھیجوں جو اس کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد ضرور بالضرور کرنا ہوگا۔ اس آیت مبارکہ سے ہمیں اس بات کی واضح دلیل مل جاتی ہے کہ تمام رسولوں پر خاتم الانبیاء کو فضیلت حاصل ہے لیکن فضیلت بیان کرنے سے پہلے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ پر غور کرتے ہیں۔ مشہور روایت کے مطابق حضورؐ کی ولادت باسعادت اصحاب فیل کے تقریباً ایک ماہ بعد 9 ربیع الاول پیر کے روز صبح ہوئی اور ایسے عالم میں جب کہ رات کی سیاہی اپنا دامن سمیٹ رہی تھی اور سفیدی صبح افشانی کے لیے اپنا نور پھیلا رہی تھی آپؐ اس دار فانی میں جلوہ افروز ہوئے ایسا نور ہدایت اور آفتاب نبوت طلوع ہوا جو کبھی غروب نہ ہوگا۔ بعض محققین اور مورخین کے نزدیک آپؐ کی تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول بمطابق بیس اپریل 571 تحریر ہے۔ بہر حال چونکہ آج مجھے حضورؐ کی فضیلت اور اہمیت اللہ کے نزدیک بیان کرنا ہے۔ لہٰذا اس عظیم ہستی کے بارے میں کچھ لکھنا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن پھر بھی کوشش کرتا ہوں کہ شان مصطفیٰؐ پیش کروں۔ حضورؐ کی شان میں قرآن کریم میں کئی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے محبوب ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ کبھی فرمایا کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ اس نبی کی پیروی کرو جو آنے والے ہیں۔ تو کبھی فرمایا بنی نوع انسان پر ایک ایسا رسول مبعوث فرما کر احسان کیا جو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے تو کبھی فرمایا اللہ اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی حضورؐ پر درود بھیجو۔ جب مالک کون و مکان خود حضورؐ کی شان میں درود بھیجتے رہتے ہیں تو میری کیا حیثیت ہے جو میں درود نہ پڑھوں۔ اللّٰھم صلی علیٰ محمد و آل محمد.

شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ اللہ نے لوح محفوظ پر آپؐ کا نام لکھوا دیا۔ لوح محفوظ کی رنگت ایک سفید موتی کی سی ہے اس کا طول و عرض اتنا ہے کہ پوری دنیا پر احاطہ کیے ہوئے ہیں اس کے اوپر کی سطح تختے جیسی ہے اس کے سب سے اوپر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم درج ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی پروردگار کا اسم ذات اللہ لکھا ہے۔ جب رب نے دنیا تخلیق فرمائی تو قلم کو حکم دیا کہ لوح محفوظ پر میرا نام لکھا ہے اس کے برابر میں آپؐ کا اسم ذات محمد لکھ دیا جائے۔ قلم کی نوک اٹھا کہ اللہ کے نام کے برابر کسی اور کا نام کیسے لکھا جا سکتا ہے۔ اور قلم شق ہو گیا۔ رب تعالیٰ نے قلم سے فرمایا کہ یہ کیا ہوا تو نے لکھا نہیں نام؟ قلم نے دست بستہ عرض کیا یا باری تعالیٰ تیرے برابر کسی اور کا نام آجائے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ لکھ دیا جائے کیونکہ یہ میری احسن ترین تخلیق ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے مقام اور احترام کا کل کائنات کو اندازہ ہو جائے کہ آپؐ میرے محبوب ہیں یوں آپؐ کا نام لوح محفوظ پر درج ہے۔ یہ ہے

شان مصطفیٰ اللہ نے اپنے نام کے ساتھ لکھوا کر یہ ثبوت دیا کہ اللہ تعالیٰ خود حضورؐ کا احترام فرماتا ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچی تو آپؐ نے مکہ سے تین میل کے فاصلے پر جبل حرا پر واقع غار حرا میں جانا اور کئی دن تک معتکف رہنا اپنا معمول بنا لیا تھا۔ اس عرصے میں آپ کو رویائے صادقہ (سچے خواب) دکھائی دینے لگے جن کی ہو بہو تعبیر ہوتی تھی۔ یہ کیفیت چھ ماہ تک جاری رہی یہاں تک جبرئیل امین پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے۔ پہلی وحی میں نزول ہونے والی آیات مبارکہ پڑھنے کے بعد آپؐ پر کپکپی طاری ہوئی۔ آپؐ واپس گھر کو لوٹے اور سارا قصہ اپنی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان فرمایا۔ آپؐ کو اپنی رفیقۂ حیات نے تسلی دی۔ لیکن پھر بھی آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کو عطائے نبوت پہلے ہی دے چکی تھی۔ آپؐ کو معلوم تھا وحی آئے گی اور بعثت کا مطلب اعلان نبوت ہے نہ کہ عطائے نبوت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ امانت پہاڑوں کو دیتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ مگر اللہ نے یہ امانت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر اتاری اور یہ اسی قلب منور کا کام ہے جو اس عظیم کارنامہ کے لیے منتخب کیا جا رہا تھا۔ آپؐ نے ان تمام حالات کے بعد تبلیغ دین حق شروع کی۔ آپؐ نے سب سے پہلے اپنے اقربا کو دین حق کی طرف دعوت دی اس کے بعد السابقون الاولون بھی اس کار خیر کے سپاہی بن گئے۔ یہاں سے آپؐ کے لیے تکلیف دہ سفر تیز تر ہو گیا۔ آپؐ نے دین حق کے لیے کیا کیا قربانیاں نہیں دیں اور کیسے کیسے مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ آپؐ نے خود فرمایا کہ راہ حق میں مجھ سے زیادہ اس دنیا میں کسی نے تکالیف برداشت نہیں کیں۔ جونہی آپؐ نے تبلیغ دین حق شروع کی کفار نے آپؐ پر مصائب کے پہاڑ کھڑے کر دیے۔ آپؐ طائف تشریف لے گئے تو چند اوباش لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ آپؐ پر پتھر برسائے گئے یہاں تک کہ آپؐ کی جوتی مبارک بھی خون سے بھر گئی۔ یہاں تک کہ آپؐ کی چچی نے آپؐ کی راہ میں کانٹے بچھائے۔ لیکن آپؐ نے کبھی ان کے لیے بد دعا نہیں کی۔ بلکہ آپؐ نے ان کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی۔

اللہ کو اپنے محبوب پر ترس آنے لگا محبت الٰہی جوش مارنے لگتی ہے کہ میرے محبوب کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ براق بھجوا دیا جاتا ہے کہ آپؐ اس سوار ہو کر معراج تشریف لے آئے۔ یوں آپؐ ایک دفعہ پھر سب سے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ آپؐ کی مقام محمود پر تاج پوشی ہوتی ہے۔ مقام محمود، مقام الٰہی (نورالقاء) سے کچھ ہی فاصلے پر واقع ہے یہاں پر اللہ کی ذات سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جنت، جہنم سمیت ستر مقامات کی سیر کرائی گئی اور آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے نائب کا درجہ دیا گیا یوں آپؐ کے زخموں پر مرہم ذات پاک نے معراج کے ذریعے رکھ دیا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو رسول اکرمؐ کی حیات طیبہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمایا۔ آمین!

☆☆☆☆☆

بقیہ: امید بہار

ثانیہ کا آغاز ہو گا، جس کے نتیجے میں امن، بھائی چارے، اور ہم آہنگی کی فضا کو فروغ ملے گا۔

ادارۂ نوائے صوفیہ کی بھی خواہش ہے کہ رسالے کی اشاعت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ بناتے ہوئے اس میں باقاعدگی اور بہتری پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے سلسلے میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے نوجوانوں پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً باہمی رابطے اور کتابوں کی ترسیل و فروخت کے سلسلے میں فیڈریشن اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ چنانچہ این وائی ایف سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ آگے آئے اور اس اہل عالم کی بھلائی کی خاطر تعلیمات تصوف کی نشرو اشاعت میں مذکورہ اداروں کے ساتھ خصوصی تعاون کرے۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے آپ ہی کے لیے فرمایا تھا:

گرم فغاں ہے جرس، اٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رہرو کہ ہے منتظر راحلہ

☆☆☆☆☆

همدانیات

یورپ میں آثارِ شاہ ہمدان کے مخطوطات

تحریر: پروفیسر محمد اسلم

ترجمہ: زاہدہ خپلوی

نوٹ:

"۱۹۸۷ء میں مظفر آباد میں بین الاقوامی سہ روزہ شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس ہوئی تھی جس میں بلتستان سے صوفی غلام محمد، فدا محمد ناشاد، یوسف حسین آبادی، غلام حسین نورانی اور غلام حسن حسنو شریک ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں پروفیسر محمد اسلم نے Shah-e-Hamadan's manuscripts in Europe کے عنوان پر ایک مقالہ پیش کیا تھا۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔"

عنوان بالا شاہ ہمدان اور یورپ کے تعلق کو واضح کرتا ہے۔

شاہ ہمدان کے آثار یورپین لائبریریوں بالخصوص برٹش میوزیم لندن، انڈیا آفس لندن، بوڈلین لائبریری آکسفورڈ، اورینٹل سیکشن کیمبرج، ایشیاٹک انسٹیٹیوٹ پیرس اور ویانا یونیورسٹی کے شعبۂ اورینٹل انسٹیٹیوٹ لائبریری میں موجود ہیں۔

اصل نسخوں پر بات کرنے سے پہلے ہم مختصراً یہ جاننا چاہیں گے کہ شاہ ہمدان کے آثار یورپ کی مختلف لائبریریوں میں کیسے پہنچے؟

آثار شاہ ہمدان کی یورپ منتقلی کے سلسلے میں ہم چند یورپی سکالرز کے بارے میں جاننا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان میں M S Sten، پروفیسر Bholer، ڈاکٹر G.W.letner، Morcraft اور سر Henry yul قابل ذکر ہیں۔

سر Hnery yul نے شاہ ہمدان کے آثار کے قلمی نسخوں کو برٹش میوزیم میں محفوظ کیا ہے وہ 1920ء میں سکاٹ لینڈ کے شہر Ethensbrug کے tverssuk نامی قصبے میں پیدا ہوئے ان کے والد میجر ولیم yul ایسٹ انڈیا کمپنی میں کام کرتے تھے انہیں مشرقی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انہوں نے کیمبرج سے تعلیم پائی تھی برطانوی حکومت نے 1849 میں انہیں صوبہ سرحد میں بحیثیت انجینئر تعینات کیا تھا انہیں 1855 میں سکریٹری آرکیٹکچر بنا دیا گیا تھا چنانچہ انہیں بار بار کشمیر کا سفر کرنا پڑتا تھا اسی سفر کے دوران وہ آثار شاہ ہمدان جمع کرتے رہے جنہیں بعد میں برٹش میوزیم میں محفوظ کیا۔

ڈاکٹر لیٹنر نے پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھی تھی انگلینڈ واپس جاتے ہوئے وہ ہنزہ اور بلتستان سے ہو کر کشمیر پہنچے اس دوران انہوں نے آثار شاہ ہمدان کے قلمی نسخے اکٹھے کیے جنہیں انہوں نے یوروپین لائبریریوں میں محفوظ کیا۔

آخری دنوں سر اریول سٹین اور پروفیسر بھولر نے بھی کشمیر سے شاہ ہمدان کے کچھ قلمی نسخے اکٹھے کیے جنہیں برٹش میوزیم میں محفوظ کیا۔

اس وقت شاہ ہمدان کی متعدد کتابوں کے اصل قلمی نسخے برٹش میوزیم اورینٹل سیکشن میں محفوظ ہیں جن کی فہرست ڈاکٹر Riev کے مرتب کردہ کیٹلاگ جلد دوم میں تحت نمبر 16840 موجود ہیں۔ اس نمبر پر موجود کتب ورسائل کا تعارف ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

1۔ ذخیرۃ الملوک: یہ شاہ ہمدان کی مشہور اور اہمیت کی حامل تصنیف ہے جس میں اخلاقیات اور ریاست کے قوانین سے متعلق لکھا گیا ہے یہ ضخیم کتاب ہے جس میں تقریباً پانچ سو صفحات ہیں اور یہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر ریو کی فہرست کے علاوہ ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی کی انگریزی کتاب Kashir جلد اول میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ اس کے شروع کے چند صفحات موجود نہیں ہیں۔ اس کا ایک نسخہ بوڈلین کیمبرج یونیورسٹی لائبریری میں زیر شمارہ 1415 موجود

ہے۔اگرچہ اس پر تاریخ کتابت درج نہیں لیکن سونے کے پانی کا حاشیہ لگا ہوا خوبصورت نسخہ ہے۔اس کے علاوہ بھی دو نامکمل نسخے وہیں موجود ہیں اورینٹل انسٹیٹیوٹ ویانا کی لائبریری اور ایشیاٹک انسٹیٹیوٹ پیرس کی لائبریری میں اس کتاب کے فرانسیسی اور لاطینی ترجمے موجود ہیں جنہیں بالترتیب C.Solvent نے 1829 میں فرانسیسی زبان میں اور Ernest Fiedding نے 1825 میں لاطینی میں ترجمہ کیا ہے۔

شاہ ہمدان کی شاعری کی کتاب چہل اسرار سمیت باقی نسخوں کو ڈاکٹر ریو نے فہرست مخطوطات جلد دوم میں 16840 کے تحت محفوظ کیا ہے، موجود ہیں۔

2۔مکاتیب: اس میں شاہ ہمدان کے خطوط ہیں یہ خطوط مختلف حکمرانوں اور لوگوں کے نام لکھے گئے ہیں۔

3۔رسالہ داؤدیہ: یہ تین صفحات پر مشتمل ہے جس میں پرہیزگاری اور تقویٰ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

4۔رسالہ دہ قاعدہ: یہ 7 صفحات پر مشتمل ہے اس میں شاہ ہمدان نے تصوف کے دس روحانی طریقوں کی وضاحت کی ہے یہاں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔

5۔مکارم اخلاق: یہ سید محمد نوربخش کا رسالہ ہے جو اخلاق کے موضوع پر ہے۔اس رسالے کے بھی دو نسخے موجود ہیں۔

6۔کشف الحقائق: یہ نو صفحات پر مشتمل ہے اس میں تصوف کی وضاحت ہے اور یہ بھی شاہ ہمدان کے بالواسطہ مرید سید محمد نوربخش کی تصنیف ہے۔

7۔مشارب الاذواق: یہ 17 صفحات پر مشتمل ہے یہ ابن فارض مصری کے خمریات پر صوفیانہ تبصرہ ہے یہ عربی اشعار کی فارسی میں عارفانہ شرح ہے۔

8۔اعتقادیہ امیریہ: اس میں ایمان،یقین،اور اسلام کے پانچ ارکان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔یہ دس صفحات پر پھیلا ہوا نسخہ ہے۔

9۔رسالہ درویشیہ: یہ گیارہ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ہے جس میں قرآنی آیات پر تبصرہ ہے۔

10۔رسالہ فتحیہ: یہ سترہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس میں خدا ترسی سے متعلق مضامین ہیں۔

11۔منامیہ: یہ آٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں خواب کے بارے میں صوفیانہ نظریات کا بیان کیا گیا ہے۔

12۔مشکل حل: یہ تین صفحات پر مشتمل رسالہ معرفت کی حقیقت اور مقام کے بارے میں ہے۔

13۔حلیۂ امیریہ: یہ چار صفحات پر مشتمل رسالہ ہے اس میں روح کی پاکیزگی کے بارے میں وضاحت موجود ہے۔

14۔اصطلاحات صوفیہ: یہ پانچ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں صوفیانہ اصول وضوابط کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

15۔مقامات صوفیہ: یہ چار صفحات پر مبنی ہے جس میں پارسائی کے مختلف مراحل کا بیان ہے اور چالیس صوفیانہ مقامات مختصراً بتائے گئے ہیں۔

16۔صفات آداب: اس میں صوفی احکام ومسائل اور نظم ونسق کا بیان ہے اور یہ سات صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

17۔اسناد حلیۂ حضرت رسول: یہ دو صفحات پر مشتمل ہے اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمانی خدوخال کے بارے میں تحریر ہے۔

18۔خطبۂ امیریہ: یہ بھی دو صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں شاہ ہمدان کے دو خطبے مندرج ہیں۔

19۔خواطریہ: یہ نو صفحات پر مشتمل عربی میں ایک رسالہ ہے اور اس میں شیطان کے مختلف وسوسوں اور شکوک وشبہات کا بیان ہے۔

20۔سادات نامہ: یہ چار صفحات پر مبنی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کے فضائل ومناقب پر مشتمل ہے۔

21۔مودة القربیٰ: یہ پچیس صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں اہل بیت کے بارے میں احادیث تفصیل سے درج ہیں۔

22۔اربعین المناقب: یہ بارہ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی ثقافت، رسم اور رواج وغیرہ کا بیان ہوا ہے۔

23۔رسالہ عربیہ:

24۔روضة الفردوس: یہ چوہتر صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے اور احادیث کا مجموعہ ہے بہت ہی خوبصورت نسخہ ہے۔

25۔منازل السالکین: یہ چار صفحات کا رسالہ ہے اور اس میں صوفیانہ زندگی کے مختلف مراحل کو بیان کیا گیا ہے۔

26۔واردات: یہ بائیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور رسالہ صوفیانہ اصول وقواعد پر مشتمل ہے اس میں شاہ ہمدان کے خطوط بھی شامل ہیں۔

27۔سیر الطالبین: اس میں تصوف پر تبصرہ ہے یہ نو صفحات پر مشتمل ہے۔

28۔حل فصوص: یہ محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کی شرح ہے اور اس میں وحدت الوجود پر بحث ہے۔

29۔چہل اسرار: اس میں شاہ ہمدان کے لکھی ہوئی پینتالیس غزلیات اور نظمیں ہیں بہت ہی خوبصورت نسخہ ہے سنہرے سونے کے فریم میں لکھا ہوا ہے البتہ حاشیہ پر بعض نکات کی وضاحت وتشریح ہے اور یہ بیس صفحات پر مشتمل ہے۔

30۔فلاح القیامة: یہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے بوڈلین لائبریری میں ہے یہ دراصل میر سید محمد نوربخش کا ''انسان نامہ'' ہے۔

31۔رسالہ فتوتیہ: یہ فتوت و جوانمردی کے موضوع پر ہے جو آج کل کے بوائے سکاؤٹ اور گرلز گائیڈ کی مانند رفاہی تحریک تھی۔

درج بالا کتب و رسائل کے علاوہ مزید کتابیں بھی کیٹلاگ میں موجود ہیں۔

(قارئین خود ان سے تفصیلات حاصل کریں۔)

1) پروفیسر براؤن کا مرتب کردہ عربی کیٹلاگ جلد دوم کیمبرج یونیورسٹی

2) پروفیسر ای تھیر کا مرتب کردہ کیٹلاگ بوڈلین۔

3) بلوشہ کیٹلاگ اورینٹل انسٹیٹیوٹ پیرس۔

4) مسٹر ولیم Pertseh کی کیٹلاگ برلن یونیورسٹی

5) جی Flugel کا مرتب کردہ کیٹلاگ ویانا یونیورسٹی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اسلام میں عقیدے کا ارتقاء

کتاب کو دوسرے مسلم فرقوں اور اہل علم سے دور کر دیا۔ یہی چھاپ ۱۹۹۹ء میں دوبارہ کراچی سے فوٹو سٹیٹ مشین پر چھپ گئی ہے۔

۲۔ دوسری بار یہ ۱۹۶۱ کو دمشق شام میں موجود فرانسیسی ادارے الدراسات الشرقیہ نے شائع کیا۔ اس تحقیقی متن اور فرانسیسی ترجمے کو مشہور فرانسیسی مستشرق Marijan Mole نے تیار کیا ہے اس اشاعت کو ہم نے نہیں دیکھا اس لئے تبصرہ کرنے سے معذور ہیں۔

۳۔ تیسری اور پانچویں بار اس کا تحقیقی متن اور اس کا اردو ترجمہ علامہ ابوالعرفان محمد بشیر صاحب براہ والے نے ۱۹۷۵ میں نوربخشی علماء کی تنظیم الندوة الاسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ پاکستان کے پلیٹ فارم سے مکمل کیا اور یہ کراچی سے شائع ہوا اس کا دوسرا ایڈیشن اسی پلیٹ فارم سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا ہے۔

۴۔ چوتھی بار یہ مولانا ابو یاسر محمد علی شبیری تھلوی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ان کا تیار کردہ متن اور ترجمہ ۱۹۸۷ء میں انجمن صوفیہ نوربخشیہ کراچی نے کراچی سے شائع کیا۔

۵۔ پانچویں بار یہ صدیقی بک ڈپو سکردو کی جانب سے ۲۰۰۸ء میں سکردو سے شائع ہوا۔ یہ علامہ محمد بشیر صاحب کے ترجمے کا ۱۹۸۸ والے ایڈیشن کی دوبارہ اشاعت ہے۔

اوپر ہم نے ۱۷ قلمی اور ۶ چھاپی نسخوں کا تعارف پیش کیا ہے جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

تصوف

یقین، قلب، نفس

(گزشتہ سے پیوستہ)

محمد ناظم نور بخش

شیخ کے ساتھ دل کا تعلق:

(شرطاً اپنے شیخ روحانی مرشد کے ساتھ قلبی رابطہ بحال رکھنا ہے) کانہ رفیق فی الطریق کیونکہ وہ سفر کا رفیق ہے اس سلسلے میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (سورۃ التوبہ ۱۱۹) ''اے ایمان والو سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔'' پھر آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم۔ ''میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کسی کی اقتدا کرو تو تم ہدایت پاؤ گے۔'' (اس سے مراد حضرات اہلبیت ہیں)۔

شہنشاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: النجوم امنه لا هل السماء حانا ذهب النجوم اتی اهل السماء مایوعدون واصحابی امنه لاحل الارض فلذا ذهب اصحابی اتی اهل الارض مانوعدون۔ ''ستارے آسمان والوں کے لیے معتبر ہیں جبکہ میں ستاروں کا خزانہ ہوں آسمان والے اپنے وعدوں کو پہنچیں گے اور میرے صحابہ زمین والوں کے لیے معتبر ہیں جب میرے اصحاب چلے جائیں تو زمین والے اپنے وعدوں کو پہنچیں گے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے نبی موسیٰ اور اپنا ولی خضر علیہما السلام کے واقعے مذکور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا۔ (سورۃ الکہف ۶۷، ۶۶) ''موسیٰ نے خضرؑ سے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں تا کہ تم مجھے وہ کچھ سکھا دیں جس کا تمھیں علم دیا گیا ہے اس نے کہا کہ تم میرے ساتھ صبر سے نہ رہ سکو گے۔''

آگاہ رہے کہ شیخ (مرشد) وہ ہے جو اس راستہ پر رواں دواں ہو اور اس راستے کے خطرات اور مہلکات سے آگاہ ہو اور مرید کو اس راہ کی صحیح صحیح رہنمائی کرے اور سفر کے منازل، اعیان مقامات اور احوال سے آگاہ کرے اور وہ کچھ بتائے جو اس کے حق میں مفید ہو اور مضر نہ ہو۔

شیخ (مرشد) کی صحبت ایک اچھی صحبت سے عبارت ہے اس کی مجلس کسی اچھی مجلس سے کم نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ: مثل جلیس الصالح کمثل العطار ان لم یجدك من عطره علق لك دخانه اوراثحنه و مثل جلیس السوء کمثل القین ان لم تحرقك ناره علق بك دخانه او راثحنه۔ ''نیک لوگوں کی صحبت عطار کی مانند ہے اگر تجھے اس کے عطر سے کچھ نہ ملے تو تو اس کی خوشبو اور مہک تمہارے ساتھ لگی رہے گی اور بروں کی صحبت لوہار کی طرح ہے اس کی بھٹی کی آگ نے اگر تم کو جلایا نہیں تو اس کا دھواں اور بو تمہارے ساتھ لگی رہے گی۔''

عام اولیاء اللہ جو لوگوں کو حق کی طرف یقین کے درجات اور جذب کی صورت میں پہنچا دیتے ہیں ان کی صحبت قابل قدر اور قابل ستائش عمل ہے لیکن لوگوں کو تعلیم و ارشاد اور منازل طریقت کی تربیت کی صلاحیت نہیں رکھتے وہ کسی ریاضت و مجاہدہ کے بغیر ولی بن گئے ہیں۔ لوگوں کو تعلیم و ارشاد اور منازل طریقت کی تربیت وہی کر سکتا ہے جو اس راہ سلوک کا مسلسل سفر طے کر چکا ہو اس کے معارف اور تقصانات سے آگاہ ہو چکا ہو اس کے منازل مقامات، کرامات کے حالات اور مجاہدوں کے ذریعے مشاہدات کی لذتیں پا چکا ہو۔

نیند غالب ہوئے بغیر نہ سونا:

(شرط ہمیشہ نیند غالب ہوئے بغیر نہ سونا ہے)اور غلبہ کی حد یہ ہے کہ ذکر میں حضوری نہ رہے اس وقت سونا چاہئے یہاں تک استراحت حاصل ہو جائے یا یہ معلوم ہو جائے کہ خود کیا کہہ رہا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''وہ لوگ رات کو تھوڑا سوتے اور صبح (سے پہلے) سویرے استغفار مانگتے ہیں۔'' آنحضرت سرورِ دو عالمؐ کملی والے سرکار کی شان میں ارشاد خداوندی ہے کہ: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا. نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا. اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا. (سورۃ المزمل ۲،۳،۴) ''رات کو تھوڑا قیام کیا کریں آدھی رات یا اس سے بھی کم اور اس پر ترتیل کے ساتھ قرآن کی تلاوت کا اضافہ کریں۔'' اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ: ''اور راتوں کو اس کے سامنے سجدہ کیا کرے۔'' (رات کو جاگنے کی فضیلت کے پیشِ نظر قرآن میں)۔ارشاد خداوندی ہے کہ: ''اس کی ذات پاک ہے جس نے اپنے بندے کو عالم بالا کی سیر رات کو کروادی۔'' (رات کو انجام دی جانے والی عبادات کی بڑی فضیلتوں کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کو چالیس راتوں کا چلہ کروایا جس کا تذکرہ) اس آیت میں ہے۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. ''ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا۔'' اور ان مذکورہ آیات میں رات کا خصوصیت سے نام لیا گیا ہے اور دن کا نہیں اور راتوں کے قیام میں نیند سے بچنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جو وعدے کا منتظر ہوتا ہے وہ سوتا نہیں ہے۔ (وہ اسی انتظار میں اپنے پہلوؤں کو خوابگاہوں سے دور رکھتا ہے۔ اس قابل قدر انداز کا تذکرہ کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ: ''ان کی پہلو اپنے خوابگاہوں سے خالی ہوتی ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف اور تمنا سے پکار رہے ہوتے ہیں۔'' حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: الصلوٰۃ باللیل والناس نیام. ''نمازیں تو رات کی مقبول ہیں جبکہ سارے لوگ سو رہے ہوں۔'' کیونکہ نیند بدن کی استراحت کا موجب ہے اور مجاہدہ کرنے والا نفس کو تھکا دیتا ہے۔ چنانچہ نیند اور مجاہدہ دونوں متضاد چیزیں ہیں دراصل نیند ظاہری حواس کو روکنے والی ہے اور اس سے حواس قلب آزاد ہوتے ہیں اور قلب کے حواس کی بیداری سے ظاہری حواس مسدود ہوتے ہیں اور نیند کی حکمت یہ ہے کہ روح قدسی، لطیفہ ربانی یا نفس ناطقہ غریبہ جو اس بدن عنصری و سفلی کی تندرستی اور اس کو آرام دینے میں مشغول ہے اور اسے نقصانات سے بچائے رکھنے کے سلسلے میں نا حیات مفید ہے، جب سالک سو رہا ہوتا ہے (تو اس کی وہ معمولی نیند سے) اپنی روح کو اصلی مکان اور علم لدون کے سرچشمے کی طرف لگاتا ہے تو وہ اس کے وسیلہ سے روحانی فوج سے ملاقات کرتا ہے۔ معنوی اور غیبی اسرار سے باخبر ہوتا ہے اس طرح اس کو استراحت حاصل ہوتی ہے۔ جب وہ اس حالت میں موجود ہو تو عالم ملکوت میں معنوی پرواز کرنے لگتا ہے اس عالم امثال سے مشاہدات کے عالم کا منظر نظر آتا ہے۔ بس خوابوں کی تعبیر کا راز اسی میں پوشیدہ ہے۔ جب سالک (ریاضت و مجاہدوں کے دوران) نیند اور استراحت کی طرف ہجرت کرتا ہے اس سے عناصر اربعہ یعنی خاکی، آبی آتشی اور بادی خصلتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کا دل تمام معنوی حجابوں سے معرا ہو جائے گا اور وہ عالم ملکوت کی سیر کرتا ہوا اپنے رب کی طرف رواں دواں رہے گا۔

امر الٰہی کو ملحوظ رکھنا:

(شرط ہر ہر معاملہ میں اوامر خداوندی کو ملحوظ نظر رکھنا ہے۔)

کھانے پینے کے سلسلے میں اسراف کرنے اور نہ بھوکے پیاسے رہتے ہوئے موت سے دوچار ہو جائے، جیسا کہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: کلوا واشربو ولا تسرفوا. ''کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔'' دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا. (سورۃ الفرقان ۶۷) ''جب تم خرچ کرو تو اسراف سے پیش نہ آو اور نہ کنجوسی کرو اور ان دونوں کے درمیانی صورت کو اختیار کرو اس معاملے میں اسراف اور کنجوسی دونوں عمل قابل تعریف نہیں بلکہ بہترین کام درمیانہ ہے۔'' (کھانے پینے کی حد قائم کرتے ہوئے) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''یعنی مومن ایک ہی معدہ کے لیے کھاتا ہے اور کافر سات معدوں کے لیے کھاتا ہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''معدہ کے تین

حصے ہونا ثابت ہے ان میں سے ایک حصہ کھانے کے لیے، ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ سانس لینے کے لیے مخصوص ہے۔'' اور بہت زیادہ کھانے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے کہ ''اور وہ کھانے پینے سے جانوروں کی طرح نفع اٹھاتے ہیں۔'' اس معاملے میں باری تعالیٰ کا یہ کلام ملحوظ رکھنا ہوگا کہ: ''تم کھاؤ پیو اس سے کم فائدہ اٹھاؤ کہیں تم گنہگار نہ ہو۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''جب تم بھوکے کتے کو ایک روٹی اور ایک کٹورہ پانی سے خاموش کردیا تو گویا کہ دنیا خراب ہوگئی۔'' اس لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: رحوع دوما وانتبع یوماً ''میں ایک دن بھوکا رہتا ہوں اور ایک دن سیر ہوکر کھانا کھاتا ہوں۔ جب مجھے بھوک لگتی ہے صبر کرتا ہوں اور جب سیر ہوکر کھاتا ہوں تو شکر کرتا ہوں۔'' علاوہ ازیں اس بارے میں بہت سی روایات منقول ہیں۔

ایک صوفی کا مطلب تزکیہ نفس ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفس کی اصلاح اور تطہیر کو جہاد اکبر سے تعبیر فرمایا اس کی سات اقسام ہیں۔

عارف حقیقی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں اشارہ فرمایا ہے:
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ. ''جس نے اپنے نفس کو پہچانا تو یقیناً اس نے اپنے رب کو پہچانا۔'' وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ. ''کہ قدرت حق کی نشانیاں تمہارے اپنے نفسوں میں بھی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟''

(۱) نفس امارہ:

یہ نفس کی پہلی اقسام ہے اس میں بخل، کنجوسی، حرص، طمع، لالچ، بدی، شہوات پرستی، بیوقوفی، بغض وکینہ، حسد، عناد، جہالت و غفلت، سستی وکاہلی، غصہ، غیض وغضب، غیبت وچغلی اور عیب جوئی وغیرہ شامل ہیں ان میں سے کسی ایک صفت کا پایا نفس امارہ پر دلالت کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ. (سورۃ البقرہ ۸۷) ''تو کیا جب بھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس وہ احکام لے کر آیا جنہیں تمہارا نفس نہیں چاہتا تھا تو تم نے تکبر اختیار کرلیا۔''

اس آیت میں تکبر کو نفس امارہ کی صفت بتایا گیا ہے نفس امارہ سے خلاصی پانے کے لیے ذکر ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' یہ ورد نفس امارہ کو بری خصلتوں سے پاک ومنزہ کرتا ہے اس کا ذکر شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ نے کتاب ''العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ'' میں بھی کیا ہے۔

(۲) نفس لوامہ:

یہ دوسرا نفس ہے۔ انسان جب نفس امارہ کے دائرہ سے نکل آتا ہے تو لوامہ کے مقام پر فائز ہوتا ہے اس مقام پر دل میں نور پیدا ہوجاتا ہے جو باطنی طور پر ہدایت بنتا ہے۔ اس کا مشاہدہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ کو ہوگیا ہے۔ جس کا ذکر کتاب ''العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ'' میں کیا ہے۔ نفس امارہ کا حامل انسان پر ملامت کرتا ہے اس میں نیکی اور بدی کی تمیز ہوتی ہے۔ باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں نفس کی قسم کھائی ہے: لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ. وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ. (سورۃ القیامۃ ۱،۲) ''میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور میں نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہوں۔''

یہ نفس صالحین کو نصیب ہوتا ہے نفس لوامہ کے اندر بھی ناپسند صفات رہتی ہیں۔ اس لیے اس کے اندر بھی تزکیہ نہایت ضروری ہے۔ اس کی صفات میں مکروفریب، ہوا وہوس، خود بینی وخود پسندی، تکبر، اعتراض، قہر وجبر اور خواہشات نفسانی بھی شامل ہیں۔ اس نفس سے درجات پانے کے لیے اللہ، یا نور السمٰوات والارض کا ورد خاصا مفید ثابت ہوتا ہے۔

(۳) نفس ملھمہ:

یہ تیسرا نفس ہے۔ جب انسان لوامہ سے نکل آتا ہے تو ملھمہ کے مقام پر فائز ہوتا ہے جو اس مقام پر فائز ہونے کے بعد دل میں نیکی اور اطاعت کے خیالات ڈالتا ہے۔ یعنی الہام کرتا ہے، نیک خیالات کو اچھے خوابوں کی صورت میں ظاہر بھی کرتا ہے انسان کی طرف طبیعت میں نیک خیالات کے میلان میں اضافہ ہوتا ہے۔

طبیعت نیکی سے اس طرح مانوس ہو جاتی ہے۔ ملہمہ میں نمایاں صفات قناعت، سخاوت، علم تواضع انکساری، توبہ، صبر، تحمل و برداشت اور خلوص ہیں۔ اس نفس کی صفات میں فضائل اخلاق اور خصائل حسنہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔ یَا ھُوَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کی تسبیحات کی جائیں اس سے مزید فروغ نصیب ہوگا۔

(۴) نفس مطمئنہ:

یہ چوتھا نفس ہے جو بری خصلتوں سے بالکل پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ نفس مطمئنہ کے رب باری تعالیٰ نے یوں خطاب فرمایا ہے: یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ. "اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔"

نفس مطمئنہ اولیاء اللہ کا نفس ہے۔ قلب کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ذکر الٰہی سے اطمینان پا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد رب تعالیٰ ہے: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. "آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ذکر سے ہی قلب اطمینان پاتے ہیں۔"

نفس مطمئنہ اولیاء اللہ کا نفس ہے اس مقام پر فنائی الرسول کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ کی صفات میں عفو و درگزر، بخشش و عطا، توکل، حلم و بردباری، عبادت گزاری، شکر اور رضا جیسی خصوصیات خاص طور پر نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔

(۵) نفس راضیہ:

یہ پانچواں نفس ہے۔ بعض مشائخ و صوفیاء نے نفس مطمئنہ کے بعد بقیہ نفوس کا الگ سے ذکر نہیں کیا ان کے نزدیک راضیہ، مرضیہ، اور صافیہ و کاملہ بھی نفس مطمئنہ کی ہی اعلیٰ حالتیں اور صفتیں ہیں۔ نفس راضیہ جس میں باری تعالیٰ کے جملہ فیصلوں پر اس کی مشیت کے تمام احکام پر راضی اور خوش ہونے کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جب انسان نفس راضیہ پر پہنچ جاتا ہے تو انسان امر الٰہی کو سمجھ کر نہ صرف قبول کر لیتا ہے بلکہ اپنے اندر خوشگوار اور مسرت و فرحت کی کیفیت کو بدستور برقرار کر لیتا ہے نفس راضیہ کی صفات میں نمایاں صفتیں ذکر و فکر، زہد و ورع، ریاضت و مجاہدہ، تقویٰ و پرہیزگاری، عشق الٰہی، ترک ماسویٰ اللہ، وفا اور کرامات ہیں۔ خواب میں ان کی مثالی صورتوں میں فرشتوں، حوروں، جنت، براق، غلمان جنت، زیورات اور جنتی پوشاکوں چاند اور سورج کا دیکھنا شامل ہے۔

(۶) نفس مرضیہ:

یہ چھٹا نفس ہے اور یہی نفس کا سب سے کامل درجہ ہے۔ جب نفس انسانی ہر حال میں اللہ سے راضی رہنے لگتا ہے اور اس کے مقام رضا میں لغزش یا تزلزل نہیں آتا تو مقام کی یہی استقامت اسے مرضیہ کے درجے پر فائز کر دیتی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے:
لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ (سورۃ الفتح ۱۸) "بے شک اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جب انہوں نے آپؐ کے دست مبارک پر درخت کے نیچے بیعت کی۔"

نفس مرضیہ کی صفات میں نرمی، لطف و کرم، جملہ اخلاق حسنہ، قرب الٰہی اور متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس مقام کی مثالی صورتوں میں ساتوں آسمان، سورج، چاند، ستارے، آسمانی بجلی، کڑک، آگ، جلتی ہوئی شمع اور روشن قندیل چراغ وغیرہ شامل ہیں۔

(۷) نفس کاملہ (صافیہ):

یہ ساتواں نفس ہے اور یہی آخری کاملیت کا آخری مقام ہے۔ درج ذیل آیت کریمہ میں اسی نفس کی طرف اشارہ ہے:
یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً. فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. (سورۃ الفجر ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) "اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضیہ و مرضیہ کی حالتوں میں لوٹ آ۔ پھر تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری (اعلیٰ) جنت میں بسیرا کر لے۔"

نفس کاملہ صافیہ کی صفات اور مثالی صورتوں میں گوشہ نشینی، خلوت و عزلت، عبادت، مفارقت عن الغیر، خاموشی (صمت و سکوت) سچائی مددگاری، ایفائے عہد، اطاعت و فرمانبرداری حق اور نسبت عبدیت اور نسبت محمدؐیت دونوں میں کمال درجہ کا پایا جاتا ہے۔ مثالی

صورتوں میں سے بارش، برف، اولے، ندی، نہر، دریا، چشمہ اور کنویں وغیرہ کا خواب دیکھنا ہے۔تزکیہ نفس کو حدیث میں جہادِ اکبر سے تعبیر کیا گیا ہے۔قرآن مجید اصلاحِ نفس پر زور دیتا ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى. فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى. (سورة النازعات ۴۰،۴۱) ''اور جس نے اپنے نفس کو خواہشات کی تکمیل سے روکا پس جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔''

جہاد بالنفس:

رسالہ درویشیہ میں امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ لکھتے ہیں: ''صحیح حدیث میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب ہم غزوہ خیبر سے واپس لوٹ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَرْحَباً بِقَوْمٍ قَدْغَزَوْا وَبَقِيَ جِهَادُالْكَبِيْرِ. 'ان غازیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں جنہوں نے جنگ کی، ابھی ان کے لئے جہادِ اکبر درپیش ہے۔'صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ جِهَادُ النَّفْسِ خَاهِدْ نَفْسَهُ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْهِ. 'یہ جہاد بالنفس ہے یا اس نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔'

یعنی جب ہم غزوہ خیبر سے کامیاب و کامران لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوش آمدید ایسی قوم کو جس نے جہادِ اصغر میں کامیابی حاصل کی اور اب جسے جہادِ اکبر درپیش ہے۔عرض کیا کہ حضورؐ جہادِ اکبر کیا ہے؟ فرمایا! جہادِ اکبر نفس کے ساتھ جنگ ہے۔وہ ایسا دشمن ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے وہ ہر وقت شہوت کے جال اور غضب کے تلوار کے ساتھ دین کے مضبوط قلعہ یعنی ایمان و ایقان پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے اس کی بنیادوں کو ہلا دیتا ہے اور نجات کے قلعہ کو مسمار کر دیتا ہے اور آفات و خطرہ ایمان، ذلیل اژدہے کا سر کچل سکے تو تم سعادت ابدی کی شاہراہ پر چل سکو گے۔کوئی اس جہاد کی دولت سے محروم رہے اس کو چاہیے کہ اپنے دین کا ماتم کیا کرے، مسلمان ہونے کا دعویٰ چھوڑ دے، شرک کی خباثت کو ایمان نہ سمجھے، نفس اور خواہشات کے مکروفریب کو اسلام نہ جانے اور اللہ تعالیٰ کا پاک نام گندی زبان پر نہ لائے کیونکہ وہ بصیر یعنی دیکھنے والا (دیکھنے والا) ہے اور حاکم خبیر (خبر رکھنے والا) ہے۔''

ایک اور جگہ پر رسالہ داؤدیہ میں حضرت شاہ ہمدانؒ فرماتے ہیں۔حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپؐ فرما رہے تھے کہ مبارک ہو اس قوم کو جس نے جہادِ اصغر کیا اور جسے جہادِ اکبر درپیش ہے۔صحابہ کرام نے پوچھا جہادِ اکبر کیا ہے؟ فرمایا! جہاد النفس یعنی نفس کے خلاف جہاد۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ان اردت رضائی فخالف نفسک ترجمہ: اگر تم میری رضا کے خواستگار رہو تو اپنے نفس کی مخالفت کیا کرو۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ضابطہ تصوف

جواہرات کی دمک میں، سماوہرک میں، درختوں کے رنگ میں، شیشہ و سنگ میں، آہنگ رباب و چنگ میں، پتھر کی سختی میں، خوشحالی و بدبختی میں، زمین کی نرمی میں، آتش کی گرمی میں، دریا کی روانی میں، کواکب آسمانی میں، پہاڑ کی اونچائی میں، بیابان و مرغزار میں، خزاں و بہار میں ایک نادیدہ ہستی کا جلوہ نظر آئے۔

اسی لیے آئمہ طاہرین کے اقوال میں بھی ذکر ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور مصطفیٰؐ کی رسالت پر اقرار کے ساتھ دل سے ایمان بھی رکھے اور حضرت علیؑ کی ولایت اور تعلیمات پر عمل کرکے اور تمام گناہوں سے بچے وہی عین تصوف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام جملہ مسلمانوں کو تصوف کا پیروکار بنا کر دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

تصوف

ضابطہ تصوف

غلام محمد حقانی بلغاری (مرحوم)

(یہ مضمون غلام محمد بلغاری مرحوم نے اپنے دورِ حیات میں تحریر کی تھیں اور نوائے صوفیہ میں چھاپنے کے لیے ارسال کیا تھا۔ مرحوم آج ہمارے درمیان موجود نہیں تاہم اُن کی تحریر قارئین کے گوش سماعت اور فیضیابی کے لیے نذر کی جا رہی ہیں)

تصوف کا اصل اصول:

تصوف کا اولین اصول دیدارِ رب تعالیٰ کی آرزو ہے اور یہ کام عشق کی طاقت اور اخلاص کی برکت سے انجام پا سکتا ہے کیونکہ حکماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عقل و خرد سے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے عشق و وجدان کی ضرورت ہوتی ہے ان کی مدد سے ہی حریمِ کبریا تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا:

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر ایمان کی بنیاد رکھ

تاکہ اپنے محبوب حقیقی کا دیدار کر سکے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا. (سورۃ الکہف ۱۱۰)

ترجمہ: جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے، چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

تصوف کامل توحید، تقویٰ اور محبت پر مبنی ہے اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ. (سورۃ النحل ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔

تصوف کیسے حاصل ہوتا ہے؟

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: ''ہم نے تصوف قیل و قال سے نہیں بلکہ بھوک اور ترکِ دنیا سے حاصل کیا۔'' جبکہ ایک اور بزرگ کا کہنا ہے کہ: ''تصوف کے لیے رضا کارانہ فقر و محتاجی اختیار کرنا، ایثار کرنا اور مشغولیت اختیار کرنا پڑتا ہے۔'' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: ''عزیزم! حلال کمانے سے اپنے قلب کی صفائی کر۔ اس طرح حق تعالیٰ کی معرفت یقیناً حاصل کرے گا۔'' آپؒ نے مزید فرمایا کہ: ''معرفت کپڑوں کو بدلنے، چیزوں کو زرد کرنے، بزرگوں کی حکایات سننے، زبان چلانے، تسبیح پھیرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ طلبِ حق میں صادق بننے، دنیا سے بے رغبتی اور ترکِ ماسوا سے حاصل ہوتی ہے۔''

قرآن کی رو سے تصوف:

سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا. (سورۃ الکہف ۲۸)

ترجمہ: اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے (لگائے) رکھو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام۔ وہ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں ان سے نہ پھریں کہ تم دنیا کی زندگی کی آرائش کے طلبگار ہو جاؤ اور اس کا کہنا نہ ماننا جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑ گیا اور اس کا کام حد سے بڑھا ہوا ہے۔

قرآن نے جس خوبصورتی اور آسان الفاظ میں تصوف کے مفہوم کو بیان کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس آیت مقدسہ میں نہ صرف تصوف کی تعریف کی گئی ہے بلکہ حقوق کا راستہ اختیار کرنے والے ہر شخص کے لیے اس میں بہترین رہنمائی ہے کہ جس سے محبت ہو اس کا خیال ہر وقت دل و دماغ میں چھایا رہے۔ صبح ہو یا شام اسی کا ذکر ہو، دل ہر لحہ اس کی یاد سے معمور ہو اور اس کی انتہا یہ ہے کہ جو محبوب کی مرضی ہو وہ انسان کی چاہت بن جائے اور ہر کام میں اس کی مرضی شامل ہو۔ اور صورت حال یہ ہو جائے کہ انسان کہے کہ:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

(سورۃ الانعام ۱۶۲)

ترجمہ: تم فرماؤ! بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے۔

یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کے انعامات اور اس کی خوشخبریوں کے مستحق ہوتے ہیں اللہ کے دوست اور ولی ہوتے ہیں۔ اور ان کو دنیا و آخرت میں کوئی خوف حزن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بنی آدم کو امت واحدہ کہا اور ولقد کرمنا بنی آدم کا اعلان کر کے تمام انسانوں کو واجب التکریم قرار دے دیا۔ تصوف کا پہلا سبق ہی یہی ہے کہ سب انسان اللہ تعالی کے پیدا کئے ہوئے ہیں لہذا مجازاً اللہ کا کنبہ ہیں۔

حدیث کی رو سے تصوف:

نبی کریم کا بھی ارشاد ہے۔ الخلق عیال اللّٰہ۔ حضور کی اس حدیث کا مولانا حالی رحمت اللہ نے بہت خوبصورت ترجمہ اس شعر میں کیا ہے۔

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

چونکہ صوفی یہ سمجھتا ہے کہ ہر شے میں اللہ کا جلوہ اور اسی کا نور کارفرما ہے۔ اس لیے وہ جملہ افراد انسانی سے یکساں محبت کرتا ہے۔ وہ مسجد، مندر اور گرجے سب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسی وجہ سے صوفی کے دل و دماغ سے تنگ نظری نفرت حقارت، امتیاز، رنگ و نسل، جذبات مذہب و ملت سب مٹ جاتے ہیں اس لیے وہ کسی کو آزار نہیں پہنچا سکتے۔ اس سے کسی کو رنج نہیں پہنچ سکتا۔ انسان تو انسان وہ حیوانات پر بھی مہربان ہوتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے۔

تصوف کے بارے میں بزرگان دین کے اقوال:

حضرت ابوتراب: صوفی وہ ہے جسے کوئی چیز ناپاک نہ کرا سکے اور خود ہر چیز کو پاک کر سکے۔

حضرت معروف کرخیؒ: تصوف کا معنی ہے کہ حقائق کو اخذ کیا جائے اور ان باتوں کو جو خلقت کے ہاتھ میں ہیں چھوڑ دیا جائے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ: اہل تصوف وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ بزرگ و برتر کو تمام چیزوں پر ترجیح دی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ برتر نے ان تمام چیزوں پر فوقیت بخشی۔

حضرت امام غزالیؒ: تصوف دو چیزوں کا نام ہے اول راستی با خدا، دوم نکوئی با خلق خدا، یعنی جو کوئی اللہ کے نزدیک راست باز اور خلق اللہ کے ساتھ خیر خواہ اور بردبار ہے وہ صوفی ہے۔ راستی اللہ کے ساتھ کا مطلب ہے کہ حظوظ انسانی کو اس کے حکم پر نثار کر دے اور نکوئی خلق اللہ کا مطلب ہے کہ دوسروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھے بشرطیکہ حاجت کی شرط شریعت کے موافق ہو۔

حضرت امام خضرویہؒ: تصوف کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالی کو دل سے دوست رکھے اور زبان سے یاد رکھے۔

حضرت جنید بغدادیؒ: تصوف اجتماع سے ایک ذکر ہے اور سماع سے ایک وجد ہے اور اتباع سے ایک عمل ہے۔ صوفی کا دل ابراہیمؑ کے دل کی طرح دنیا سے سلامت یافتہ ہو اور اس کی طرح فرمان الہی بجالانے والا ہو، اس کی تسلیم تسلیم اسماعیلؑ اور اندوہ داؤدؑ، اس کا فقر فقر عیسیٰؑ، اس کا صبر صبر ایوبؑ، اس کا شوق شوق موسیٰؑ، اس کا اخلاق اخلاق و اخلاص محمدؐ ہو۔

حضرت ابو الحسن خرقانیؒ صوفی ایک ایسا دن ہے جس کو آفتاب کی حاجت نہ ہو اور ایسی رات ہے جسے چاند اور ستاروں کی ضرورت نہ ہو۔ صوفی وہ ہے جس کو جانوروں کی آواز میں، ہر ایک سوز و ساز میں، چڑیوں کی چہک میں، پھولوں کی مہک میں، سبزے کی لہک میں،

باقی صفحہ نمبر 14 پر

اسلامیات

اسلام میں عقیدے کا ارتقاء

غلام حسن حسنو

کتاب الاعتقادیہ حضرت میر سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا عربی کتاب ہے جو اصول دین کے موضوع پر ہے۔ جس میں تقریباً ان تمام ضروری، اصولی اور بنیادی سادہ اعتقادی مسائل کا بیان موجود ہے جو صدر اسلام میں رائج تھے اور مسلمان ان کا عقیدہ رکھتے تھے اور انہی عقائد کو اپنی اور مسلمان قوم کی دونوں جہاں میں نجات کے لیے کافی وشافی سمجھتے تھے۔

ابتدا میں اسلامی عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، رسالت اور یوم الجزاء یعنی قیامت پر زور دیا گیا۔ باقی اعتقادی مسائل کو ثانوی حیثیت دی جاتی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہیں۔ بعد میں ملائکہ اور کتب سماویہ اور بہت سے دیگر پر بھی عقیدہ رکھنے پر زور دیا جانے لگا۔ جیسا کہ آیت کریمہ:

وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا. (سورۃ النساء ۱۳۶)

”جس نے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، رسولوں اور قیامت کے دن کا انکار کیا گویا وہ دور کی گمراہی میں جا گرا۔“ یا:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ. (سورۃ البقرۃ: ۱۷۷)

”مشرق یا مغرب کی طرف تمہارا رخ کرنا اور پھرنا اتنی بڑی نیکی نہیں۔ البتہ قابل ذکر نیکی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، روز قیامت، آسمانی کتابوں اور نبیوں اور فرشتوں پر ایمان لائے۔“

اسلامی تاریخ کے مطابق دور خلافت کے آخر تک اسلامی مملکت کی سرحدیں دور دور تک پھیل چکی تھیں۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے حکمرانوں نے اسے اور بھی وسعت دی اور ہندوستان سے اندلس تک شرقاً غرباً اور ماوراء النہر سے بحر ہند تک شمالاً جنوباً وسیع علاقہ مسلمانوں کے زیر نگین آیا۔ جس میں افریقہ، ایشیاء اور یورپ کے وہ علاقے شامل تھے جو دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور متمدن علاقے تھے۔ ماضی میں انہی علاقوں میں مختلف تہذیبوں اور مذاہب نے جنم لیا تھا۔ اب بھی ان کے ماننے والوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ ان کے علماء و فلاسفر اپنے علوم و دانش کے ساتھ موجود تھے جن میں یہود، ہنود، مجوس، نصاریٰ، بدھ مت، شامانی، صابی، مشرک اور دہریے شامل ہیں۔

بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں علوم وفنون میں ترقی ہوئی۔ یونانی، ایرانی، چینی اور ہندو علوم، حکمت اور فلسفہ کا عربی میں ترجمہ ہوا نیز عیسائی، ہندو، مجوسی، بدھ مت، دہریہ اور صابی علماء و دانشمند ان مفتوحہ شہروں میں آباد تھے۔ جب مسلم حکمرانوں کی جانب سے علماء وحکماء کی سرپرستی ہونے لگی اور دوسری زبانوں کی کتابیں عربی و فارسی میں ترجمہ ہونے لگیں تو وہ اسلامی سلطنت کے بڑے شہروں مثلاً دمشق، قاہرہ، قرطبہ، نیشاپور، اصفہان، تبریز، بلخ، بخارا، سمرقند، مشہد، قونیہ، بصرہ، کوفہ، بغداد، دہلی، لاہور، ہرات، غزنی اور دوسرے شہروں میں آبسے اور اپنے ساتھ اپنا فلسفہ اور دانش وحکمت بھی لے آئے۔ وہ ان سادہ عقائد و افکار میں مختلف موشگافیاں کرنے اور طرح طرح کے

اعتراضات کرنے لگے۔جس کے نتیجے میں ایک طرف مسلمانوں میں ان بنیادی عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوئے اور مختلف مسئلے اور فتنے سر اٹھانے لگے۔ دوسری طرف مسلمان علماوحکماء ان معاملات میں غور وفکر کرنے اور ان کا جواب تلاش کرنے میں لگ گئے۔اس طرح جو علم وجود میں آیا وہ بعد میں ''علم کلام'' کہلایا۔

صفات باریٔ تعالیٰ کا ذات حق میں شامل ہونا یا نہ ہونا، وحی کی حقیقت، وحی کی کیفیت، فرشتوں اور جنوں کی ماہیت، کلام اللہ کا حادث یا قدیم ہونا، تقدیر کیا ہے؟ خلق قرآن وغیرہ جیسے مسئلے اسی دور کی پیداوار ہیں۔ابتدائے اسلام میں یہ دقیق مسئلے موجود نہیں تھے۔بلکہ انتہائی سادہ اور دوٹوک مسائل تھے جنہیں سمجھنا اور ان پر عمل کرنا بڑا آسان تھا۔

سب سے پہلے تقدیر کے حوالے سے مسلمانوں میں غور وفکر کرنے کا آغاز ہوا۔اس کے نتیجے میں جبریہ وقدریہ فرقے پیدا ہوئے۔ بعد میں خارجی، باطنیہ اور دوسرے بے شمار کلامی فرقے وجود میں آئے۔ بہت سے فرقے ختم ہو چکے ہیں اور بہت سے فرقے اب بھی موجود ہیں۔

سید محمد نوربخش رحمتہ اللہ علیہ علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے ظاہری علوم میں عالم متبحر وعارف اور باطنی سلوک وعرفان میں مرشد کامل ومکمل تھے۔ آپؒ بہت بڑے انشاپرداز اور عرفانی شاعر تھے۔ چنانچہ آپؒ نے ظاہری وباطنی تقریباً تمام موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ اب تک آپؒ کی اٹھائیس تصانیف دریافت ہو چکی ہیں ان میں سب سے بڑی ۵۳ ابواب پر مشتمل الفقہ الاحوط ہے اور دوسری اہم ترین کتاب کتاب الاعتقادیہ ہے۔

دوسرے اہل علم وعرفان کے برخلاف آپؒ نے خود اصول وفروع کے الگ دبستان کی بنیاد رکھی آپؒ کے زمانے کے علما وفضلاء اصول وعقائد میں امام ابوالحسن اشعریؒ، امام ماتریدیؒ اور ابن بابویہ قمیؒ و شیخ صدوقؒ کے پیرو تھے اور جبکہ فقہی وفروعی معاملات میں امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالک بن انسؒ اور دوسرے مجتہدین کی پیروی کرتے تھے۔ آج بھی حتیٰ کہ سلوک وعرفان سے وابستہ اشخاص اور سلاسل تصوف تک کی بھی صورت حال ہے۔لیکن یہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ آپؒ نے کسی اور کی تقلید وتتبع کی بجائے کتاب وسنت کی روشنی میں خود اپنے دبستان فکر وعمل کی بنیاد رکھی جس کی بنا سنت رسولؐ کے احیاء، بدعتوں کے خاتمہ اور اتحاد بین المسلمین پر رکھی۔ چنانچہ آپؒ نے فقہ احوط کے دیباچے میں......اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلًا فِی الْفُرُوْعِ وَاُبَیِّنَ شَرِیْعَةَ الْمُحَمَّدِیَّةِ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِهٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَةٍ وَّ نُقْصَانٍ وَ ثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ. "مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں پہلے فروع معاملات میں اس امت کے درمیان موجود اختلاف کو ختم کروں اور شریعت محمدیہ کو بلا کم وکاست بیان کروں جیسا کہ آپ کے زمانے میں تھے پھر اصول......''

کہہ کر اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔

کتاب الاعتقادیہ:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب عقائد اور اصول سے متعلق ہے۔دراصل اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ کی تفسیر، توضیح اور تشریح ہے۔ایمان باللہ سے شروع ہو کر ایمان بالآخرۃ پر ختم ہوتی ہے۔اگرچہ کتاب بنیادی طور پر عقائد سے متعلق ہے لیکن اس میں بہت سے ایسے مسائل کا بیان ہے جو علم کلام اور فلسفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔جیسے معراج النبیؐ کی بحث میں آسمانوں میں خرق والتیام واقع نہ ہونا اور جسم نبوت کو کوئی گزند نہ پہنچنا، قرآن اور دوسرے کلام الٰہی کا قدیم یا حادث ہونا وغیرہ۔اسی طرح ایسی بہت سی بحثیں موجود ہیں جن کا تعلق خالص عشق ووجدان سے ہے جیسے رویت باری تعالیٰ کے ضمن میں لوہار کی بھٹی میں سرخ لوہے اور سرد لوہے کے دعوے کی مثال۔ حضرت امیر علیہ السلام کے رب کو دیکھ کر عبادت کرنے کا بیان وغیرہ۔بعض مسائل سے متعلق علمائے اسلام کے

درمیان موجود لاینحل اختلافات کو سید نوربخش رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف توجیہ کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر دو فریق کے موقف کو مختلف اعتبار سے درست اور باطل ثابت کرتے ہوئے ان بحثوں کو لفاظی اور لفظوں کی ہیرا پھیری قرار دیا ہے۔ مثلاً صفات باری تعالیٰ ذات باری تعالیٰ میں داخل ہے کہ نہیں؟ کا مسئلہ، تقدیر میں نیکی و بدی کی نسبت کا مسئلہ اور کلام الٰہی کے قدیم و حادث ہونے کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ۔

میر سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ ہر مسئلے کی تفہیم کے لیے عام فہم اور مشاہدات پر مبنی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً تقدیر کے مسئلے کی تفہیم میں زمین اور زمین میں پیدا ہونے والے پھل، سبزیات، گھاس پھوس اور دوسرے پیداوار میں انسانی محنت، پانی، ماحول، بیج، وقت اور دوسرے کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں جو ان کی روئیدگی، نشوونما، ارتقاء، ذائقہ وغیرہ کی تشکیل میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے تقدیر میں کسی ایک کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔

بہر حال یہ نہایت مفید کتاب ہے کیونکہ مصنف علوم و فنون میں ہر فن مولا ہے۔ اس لئے وہ قرآن کریم، سنت رسول، اقوال و احوال صلحاء کے ساتھ ساتھ علم کلام و فلسفہ سے بھی استدلال کرتا ہے۔ یہی طریقہ انہوں نے اپنی دوسری کتابوں میں بھی اختیار کیا ہے۔ اس لئے ہر جملہ دلچسپ ہے اور قاری کے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ یہی اس کی اہم ترین خوبی ہے اس کتاب کی خوبیاں قارئین خود آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

کتاب الاعتقادیہ اور تاریخ:

تاریخی لحاظ سے یہ کتاب میر سید محمد نوربخش رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ الاحوط کے بعد لکھی ہے اور فقہ الاحوط کی تصنیف ۸۰۰ھ مکمل ہونے کے بعد ہوئی ہے۔ چنانچہ میر سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے و ثانیاً فی الاصول یہاں ثانیاً فی الاصول سے یہی کتاب مراد ہے۔ گویا یہ کتاب سال ۸۰۰ھ کے بعد لکھی گئی ہے۔

دوسری بار اس کا ذکر ملا محمد علی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحفۃ الاحباب میں آیا ہے۔ ملا صاحب کی یہ کتاب تقریباً ۹۵۸ھ کے بعد لکھی گئی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں تین جگہ اس کا ذکر کیا ہے اور اس سے اقتباسات نقل کیے ہیں جو زیر تبصرہ کتاب میں من و عن موجود ہیں۔

تیسری بار اس کا ذکر ملا نوراللہ شوستری کی کتاب مجالس المومنین میں آیا ہے۔ ملا صاحب کی وفات ۱۰۱۹ھ میں ہوئی ہے۔ شوستری نے کچھ اقتباسات بھی نقل کیے ہیں جو اس کتاب میں ہو بہو موجود ہیں۔

زمانہ تصنیف کے بعد سے یہ کتاب نوربخشیہ مسلک کے ہاں ایمانیات و معتقدات کا مآخذ و مصدر رہا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں پائے جانے والے صوفیانہ مسالک عقائد میں سنی صوفیاء امام ابوالحسن اشعری اور شیعہ صوفیاء شیخ صدوق و ابن بابویہ قمی کی پیروی کرتے ہیں جبکہ فروعی مسائل میں مختلف آئمہ و مجتہدین کے فقہ کی تقلید کرتے ہیں لیکن مسلک نوربخشیہ اصول و فروع دونوں میں میر سید محمد نوربخشؒ کے پیروکار ہیں اس طرح وہ کتاب الاعتقادیہ اور الفقہ الاحوط پر عمل پیرا ہیں۔

کتاب الاعتقادیہ کے نسخوں کا تعارف:

یہ کتاب اہل علم و فضل کے ہاں بہت مقبول رہی ہے۔ چنانچہ اس کے فارسی، اردو اور فرانسیسی میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ فارسی میں متعدد ترجمے ہوئے ہیں جو شائع نہیں ہوئے۔ لیکن ترجمہ کنندگان نے اپنے ترجموں میں نام وغیرہ لکھنے کی زحمت نہیں کی۔ سب سے قدیم ترجمہ میر مختار اخیار رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۲ھ کا ہے۔ انہوں نے الفقہ الاحوط کا فارسی میں ترجمہ سراج الاسلام کے نام سے اور کتاب الاعتقادیہ کا ترجمہ سراج الایمان کے نام سے کیا تھا۔ سراج الاسلام تو شائع ہو کر دستیاب ہے لیکن سراج الایمان کا کوئی نسخہ اب تک دستیاب یا دریافت نہیں ہوا ہے۔

اس کے بعد ان کے پوتے میر نجم الدین ثاقب رحمۃ اللہ

علیہ متوفی ۱۱۲۳ء نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس کے دو مکمل قلمی نسخے راقم نے مولانا ممتاز علی میر واعظ دوم سوم محلہ یرموم خپلو کے ہاں دریافت کئے ہیں اور ایک نسخہ مولانا محمد ابراہیم فیضی یوچنگ کے پاس محفوظ اور دو نسخے میرے اپنے پاس موجود ہیں۔ یہ وہی ترجمہ ہے جسے سید قاسم شاہ کھرکوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۸ء مطابق ۱۳۴۶ھ میں لاہور سے شائع کیا تھا اور سید صاحب نے خود کو اس کا مصنف و مترجم ظاہر کیا ہے ثاقب کا نام تک نہیں لیا۔

اس کتاب کے بہت سے قلمی نسخے ملتے ہیں ذیل میں انہی کے بارے میں تفصیل دی جاتی ہے۔

پاکستان میں موجود قلمی نسخے:

ہماری معلومات کے مطابق پاکستان میں درج ذیل نسخے موجود ہیں۔

۱۔نسخہ ذاکر احمد کریس:

یہ نسخہ بابو ذاکر احمد صاحب کریس بلتستان کے پاس محفوظ ہے۔ یہ نسخہ ۱۱۹۹ھ میں کتابت شدہ ہے۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ بین السطور فارسی میں ترجمہ بھی ہے لیکن مترجم نے اپنا نام نہیں دیا اور یہ نسخہ مکمل ہے ۱۹۷۳ء میں دور طالب علمی میں میں نے اپنے قلم سے اس کی ایک نقل تیار کی تھی جو اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

۲۔ نسخہ ذاکر حسین ذاکر کھانے:

یہ نسخہ مشہور شاعر اور انجینیر پروفیسر ذاکر حسین ذاکر کھانے خپلو بلتستان کے پاس محفوظ ہے اس کا ابتدائی حصہ ایک کاتب کا اور آخری حصہ کسی دوسرے کاتب کا لکھا ہوا ہے۔ گویا آخری حصہ پھٹ جانے کے بعد کسی نے دوبارہ لکھ کر لگا دیا ہے۔ کتاب کے ترقیمہ میں یوم سہ شنبہ ۱۹ محرم ۱۳۲۸ھ درج ہے۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ بین السطور فارسی میں ترجمہ بھی ہے۔ لیکن یہاں بھی مترجم کا نام درج نہیں ہے اور یہ نسخہ مکمل ہے اس کے آخر میں میر شمس الدین عراقیؒ کی طرف منسوب رسالہ "درویشیہ" نامی کتاب ہے حالانکہ عراقی نے کوئی کتاب نہیں لکھی البتہ ان کے بیٹے میر دانیال شہید نے "درویش نامہ" کے نام سے ایک منظوم کتاب لکھی تھی جو اب تک ہماری نظر سے نہیں گزری۔

۳۔نسخہ فیضی یوچنگ:

یہ نسخہ مشہور عالم دین اور مقرر مولانا محمد ابراہیم میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ یوچنگ کے پاس محفوظ ہے۔ یہ بڑی تقطیع کی ۱۳۲ صفحات پر حاوی ہے۔ صفحہ ۳۱ پر قدوم و حدوث قرآن کی بحث کے بعد سے تا اختتام کتاب نہیں ہے۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ شرح نما بین السطور فارسی میں ترجمہ بھی ہے۔ یہ وہی ترجمہ ہے جو میر نجم الدین ثاقبؒ نے کیا تھا۔ سارا نسخہ ایک ہی کاتب کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب خوش نویس نہیں کاغذ اور سیاہی ایک ہی استعمال ہوئی ہے لیکن ترقیمہ نہیں ہے۔

۴۔آخوند ابراہیم مرحوم کریس:

یہ نسخہ سابق امام مسجد نوربخشیہ موضع ڈانگا وا کریس خپلو بلتستان اخوند محمد ابراہیم مرحوم کے پاس محفوظ تھا اب ان کے بیٹے کے پاس ہوگا۔ کتاب پر کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے البتہ عربی متن کے ساتھ ساتھ بین السطور فارسی میں ترجمہ بھی ہے۔ مترجم کا یہاں بھی نام درج نہیں ہے اور یہ نسخہ مکمل ہے۔

۵۔نسخہ خادم حسین مرحوم:

یہ نسخہ چھورو مہدی آباد کے مشہور عالم دین مولانا خادم حسین مرحوم کے پاس موجود تھا۔ یہ صرف عربی متن پر مشتمل ہے اس کا صرف آخری ورق موجود نہیں ہے۔ باقی مکمل ہے۔ مولانا کی وفات کے بعد اب یہ نسخہ ان کے ورثاء کے پاس موجود ہوگا۔

۶۔نسخہ ہائے براہ لائبریری خپلو:

راقم کے ذاتی کتابخانے براہ لائبریری میں تین نسخے موجود ہیں جن میں سے ایک مکمل ہے جسے راقم نے بابو ذاکر احمد کریس کے نسخے کو نقل کر کے تیار کیا ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ دوسرا نسخہ چھوٹی تقطیع کے سولہ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ کتاب کا درمیانی حصہ ہے کتاب کے ساتھ فارسی میں شرح نما ترجمہ بھی ہے۔ جسے ہم فارسی میں آزاد ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔ تیسرے نسخے کے صرف آخری چند اوراق ہیں بین السطور فارسی میں ترجمہ ہے۔ افسوس کہ میرے پاس موجود یہ

دونوں نسخے نامکمل ہیں۔

۷۔نسخہ ہائے علامہ محمد بشیر:

دو قلمی نسخے مشہور عالم دین، مصنف و مترجم، نوائے صوفیہ کے مدیر، جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے میر واعظ مولانا محمد بشیر براہوی کے پاس محفوظ ہیں۔ان میں سے ایک نسخہ روز چہارشنبہ بوقت عصر ۱۲۲۶ھ اور دوسرا نسخہ یوم دوشنبہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۲۴۱ھ میں لکھا گیا ہے۔دونوں نسخے مکمل ہیں۔ علامہ صاحب نے انہی دونوں نسخوں کی مدد سے ایک تحقیقی متن تیار کیا تھا جو عربی متن اور اردو ترجمہ سمیت ۱۹۷۵ء میں پہلی بار کراچی سے شائع ہوا تھا اور اب تک یہ چار پانچ بار شائع ہو چکا ہے۔

۸۔نسخۂ اخوند محمد علی شیلا:

یہ نسخہ اخوند محمد علی میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ شیلا واقع سیرمک نالہ کے پاس محفوظ ہے۔اس کے ساتھ سید محمد نوربخش کا الفقہ الاحوط بھی ہے جنہیں ایک ہی کاتب نے لکھا ہے۔نسخہ مکمل ہے۔اخوند صاحب کے مطابق ان کے آباء و اجداد دراس کرگل سے یہاں آ کر مقیم ہوئے تھے یہ ان کی یادگار ہے۔ان کے گھر موجود کئی اور پراگندہ قلمی کتابوں کا جائزہ لیا تو ان میں سے ایک پر ۱۱۴۷ھ بمکان عبدالرحمان تکلیل دراس اور دوسری کتاب پر ۱۱۷۱ھ درج پایا۔غالباً ہمارا یہ نسخہ بھی انہی سالوں میں کتابت ہوا ہوگا۔اس کی فوٹو کاپی بابو محمد سلیم بن آخوند محمد حنیفہ کھرگرونگ سکردو کے پاس موجود ہے۔

۹۔نسخہ ہائے مولانا ممتاز علی:

دو قلمی نسخے مشہور عالم دین خانقاہ نوربخشیہ دوم سوم خپلو کے میر واعظ مولانا ممتاز علی کے پاس محفوظ ہیں ان میں سے ایک نسخہ دوسرا نسخہ یوم ۲۸ جمادی الاول ۱۱۵۹ھ اور دوسرا ۲۶ ربیع الاول ۱۱۸۰ھ میں لکھا گیا ہے۔ دونوں ہی مکمل اور اچھی حالت میں ہیں یہ دونوں نسخے شرح نما فارسی ترجمے ہیں ان کے ترقیموں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مترجم میر نجم الدین ثاقب متوفی ۱۱۶۳ھ ہیں۔لیکن دونوں کے ترقیموں میں تاریخ اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

۱۰۔نسخہ مطہری:

یہ نسخہ مولوی محمد شفیع مطہری کرابگ خپلو کے پاس موجود ہے اس کے علاوہ ان کے پاس الفقہ الاحوط کا ایک نسخہ بھی محفوظ ہے۔ مطہری کا نسخہ مکمل ہے لیکن ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

بیرون پاکستان نسخے:

بیرون پاکستان موجود درج ذیل نسخوں کا ہمیں علم ہے۔

۱۔نسخہ گوہر شاد مشہد ایران:

یہ نسخہ مشہد مقدس کے مشہور و معروف مسجد گوہر شاد کے کتابخانے میں موجود ہے اس نسخے کا نمبر ۲/۷۸۶ ہے اور یہ ایک مجموعے کا تیسرا نسخہ ہے۔

۲۔نسخۂ استنبول ترکی:

یہ نسخہ اسعد آفندی کولیکشن سلیمانیہ میوزیم استنبول ترکی میں محفوظ ہے۔ یہ مکمل نسخہ ہے اس لائبریری میں اس کا نمبر ۳۷۰۲ ایم ایس ہے۔اس کتابخانے میں حضرت میر سید علی ہمدانیؒ اور میر سید محمد نوربخشؒ کی بہت سی کتابوں کے قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

۳۔نسخۂ مرعشی ایران:

یہ نسخہ ایران کی مشہور شخصیت آیت اللہ مرعشی قمی مرحوم کے ذاتی کتابخانے میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ مکمل ہے اب اس کتابخانے کو پبلک لائبریری کی حیثیت حاصل ہے وہاں اس کا نمبر ۲۲/۳۱۰ ہے۔ اس کتابخانے میں بہت سی نوربخشی کتابیں محفوظ ہیں۔

چھاپی نسخوں کا تعارف:

ہماری معلومات کے مطابق یہ کتاب اب تک سات بار شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ پہلی بار سب سے پہلے یہ سید قاسم شاہ صاحب نے ۱۹۲۳ء/۱۳۴۲ھ میں کاشی رام پریس لاہور سے شائع کیا اس کا متن سید نجم الدین ثاقب کا ترجمہ ہے۔البتہ سید صاحب نے مختصر تعارفی کلمات بھی شامل کیے ہیں۔انہوں نے ابواب بندی کی ہے اور اسے اپنی تصنیف قرار دیا ہے۔اور جلد پر "گلزار قدس ترجمہ امامیہ صوفیہ المعروف نوربخشیہ" لکھ کر ایک طرف نوربخشیوں میں ایک فتنہ کی بنیاد ڈالی دوسری طرف اس

باقی صفحہ نمبر 9 پر

عبادات

فضائل جمعہ

(قسط اول)

مولانا شکور علی انور

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.

(سورۃ الجمعہ ۹)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آجایا کرو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔''

آیت بالا کے مخصوص کلمات کے معانی اور مطالب مفسرین کی نظر میں یوں ہیں:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا یہ وہی لوگ مراد ہیں جو ایمان لائے ہیں۔ یہ خطاب مدح ہے۔ اس سے مراد اہل مدینہ ہے۔ یعنی یہ حکم مدینہ میں نازل ہوا۔ ابن ابی خاطم نے خشیمہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا تم لوگ جس خطاب کو سن رہے ہو قرآن میں ہے۔ یا ایھا الذین امنوا وہ خطاب تورات میں یا ایھا المساکین کے لفظوں میں آیا ہے۔ یحیٰی اور ابو عبیدہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ جس وقت تم یا ایھا الذین امنوا کا خطاب سنو تو تم کان لگا کر غور سے سنا کرو کیونکہ وہ کوئی بہتری ہے جس کا حکم مل رہا ہے یا کوئی خرابی ہے جس سے ممانعت کی جاتی ہے۔ (الاتفاق فی علوم القرآن ص ۱۴۴۔۱۱۲)

اِذَا نُوْدِیَ جب اذان ہو یعنی اذان جمعہ سنو تو جب بھی سنو جمعہ کے لیے ہوشیار ہونے کا حکم ہے۔ اذان سے مراد وہ اعلان ہے جس کے ذریعے نماز جمعہ کے وقت ہونے کی اطلاع ہوتی ہے۔ اس اذان سے اذان اولی ہے جو نماز جمعہ کے لیے دی جاتی ہے۔ اس سے اذان ثانی مراد نہیں ہے جو خطبہ جمعہ سے پہلے دی جاتی ہے۔ اس اذان کا مطلب صاف ہے کہ پہلی اذان کی آواز سنتے ہی جامع مسجد کی طرف روانہ ہو۔ یعنی نماز جمعہ کی مکمل تیاری کرو۔

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جب نماز کے لیے اذان سنو تو تیاری مکمل کر کے مسجد کی طرف آؤ یہ حکم ہے اور اس کے کئی فوائد ہیں۔ جو بندوں کے حق میں ہیں۔

مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ اس اظہار سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ جب جمعہ کی اذان سنو تو تیاریاں مکمل کرو کیونکہ اس دن جمعہ کی نماز کے لیے جماعتوں کا اہتمام ہوتا اور لوگوں کے اجتماع کا مقصد باجماعت احکام جمعہ انجام دینا ہے۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

فَاسْعَوْا تم سب سعی کرو یعنی تم سب خطبہ جمعہ سننے کے لیے جلدی جلدی آجایا کرو تاکہ مکمل نماز جمعہ پا سکو کیونکہ نماز جمعہ کی تکمیلی صورت تو خطبہ نماز اور جماعت کا اجتماعی اہتمام ہے جو اسلام کا عظیم شعار ہے۔ اس لیے حکم ہے کہ اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لیے پکارا جائے تو تم درگاہ خداوندی میں سب کے سب حاضر ہو جاؤ مقصد اس کا صرف نماز ہی نہیں بلکہ خطبہ کے ساتھ نماز باجماعت کی ادائیگی کا عمل ہے۔ (تفسیر ابن عباس)

اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ کی ذکر کی طرف دوڑو، دوڑ کے آجاؤ۔ اس دوڑنے کا مطلب وہ بھاگ بھاگ کر آنا مراد نہیں ہے کہ جب کوئی کسی کے خوف سے بھاگتا دوڑتا ہے۔ جمعہ جماعت کے لیے پکارا جائے تو تم دوڑ دوڑ کر آجاؤ یعنی اس کی طرف حاضر ہو جاؤ۔ جمعہ بطور نماز ذکر ہے۔ اور خطبہ بطور پند ونصیحت ذکر ہے۔ دونوں خدا کے ذکر کا حصہ ہیں اس لیے خدا کے ذکر کے لیے خدا کی درگاہ میں فوراً پہنچ جانے کا عمل ہیں۔ ذکر کے معنی کبھی نماز کبھی تزکیہ کبھی پند ونصیحت اور یاد کرنے کے آتے ہیں۔ اس لیے آیت مذکورہ میں اللہ کے ذکر کی طرف

سعی کر کے آنے کا حکم ہے۔ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ جو ہے یہ اذا صرف شرط کا جواب ہے کہ جب بھی نماز جمعہ کے لیے تمھیں پکارا جائے تم ذکر اللہ کی طرف دوڑ پڑو۔ (قاموس القرآن)

وَذَرُوا الْبَیْعَ خرید و فروخت کو چھوڑ دو۔ اس لیے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جب جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر اللہ سے غفلت کا باعث ہوں اس میں داخل ہوں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔ تاہم جمعہ کے بعد رزق و معاش کی تلاش کی اجازت ہے۔ مطلب اس آیت سے نماز جمعہ کی فرضیت لین دین اور مشاغل دنیا کی حرمت اور نماز جمعہ کی سعی و اہتمام واجب ثابت ہوا۔ اذان اقامت خطبہ اور جماعت کا ثبوت بھی فراہم ہوا۔

ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ یہ تمہارے لیے بہترین نعمت ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کے لیے خاص کر اہل ایمان کے لیے اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جمعہ مومنین کے لیے عید اور مساکین کے لیے حج ہے۔ اور جمعہ سید ایام ہے۔ جس میں عبادات اور بندگی بھی کم نہیں ہوتی۔ دعائیں رد نہیں ہوتیں۔ یہ بہتر اس لحاظ سے بھی ہے کہ اجر ثواب کے سلسلے رب تعالی بہت کرم نواز ہے۔ ذات کریم سے یہی توقع کی جاتی ہے اور اس پر مکمل یقین ہے کہ وہ جمعہ پڑھنے والوں پر مہربان ہوگا۔ اپنی عظیم عنایت سے بھی محروم نہیں کرے گا۔ بلا شبہ اب وہ سب کچھ حلال ہے جو جمعہ کی نماز سے پہلے حرام تھا۔ اس پر طلوع فجر سے لے کر جمعہ کی نماز تک ایسا سفر کرنا مکروہ ہے۔ جہاں سے جمعہ کی نماز فوت ہو جاتی ہو اس صورت میں طلوع آفتاب کے بعد سفر حرام ہو جاتا ہے۔ (تفسیر ابن عباس و ابن کثیر)

اس آیت شریفہ میں جمعہ ہی کے احکام کی مزید وضاحت یوں ہوتی ہے کہ:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (سورۃ الجمعہ ۱۰)

''پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔''

اب تمہارے لیے جائز ہے کہ معاش کی تلاش کرو اور وسائل رزق و حیات کے کاموں میں مشغول ہو۔ طلب علم عیادت مریض و شرکت جنازہ یا زیارت علماء اور تحقیق و تالیف کے کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ تعلیم و تربیت کرتے ہوئے نیکیاں حاصل کرو۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

جب نماز جمعہ سے فراغت پالی تو دنیا کے تمام کاموں کے سلسلے میں چلنے پھرنے کی اجازت ہے اور اس میں بھی اللہ کو بکثرت یاد کرنے کا حکم ہے۔ یعنی اشتغال دنیاوی میں ایسے منہمک مت ہو جاؤ کہ احکام و عبادات خداوندی سے غافل ہو جاؤ اور ذکر و فکر کو بھول جاؤ۔ (معارف قرآن ۴۳۹)

معمولات دنیا میں محنت مزدوری، لین دین، سیر و سیاحت، تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف اور سیاست کے تمام امور جائز ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سورہ جمعہ کے آخری آیت میں ان باتوں کی تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَیْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ. (سورۃ الجمعہ ۱۱)

''اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیے اور تمھیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ تو اللہ کے پاس ہے کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔''

مدینہ منورہ میں جب اسلام کی تعلیم عام ہو گئی، مسلمان نماز جمعہ باجماعت ادا کرنے لگے اجتماع میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے (یعنی جمعہ خطبہ پڑھا رہے تھے) تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور حسب دستور ابگل بجایا گیا۔ زمانہ بہت تنگی اور روگردانی کا تھا۔ لوگ اس خیال سے جمعہ کے اجتماع سے چلے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ دیر کرنے سے اجناس ختم ہو جائیں اور ہم نہ پا سکیں اس طرح مسجد میں صرف بارہ آدمی رہ گئے جس پر باری تعالی نے اصلاحی آیات نازل فرما کر لوگوں کی رسم و رواج اور جاہلانہ دستور کی تردید کر دی اور حق کے

ساتھ اپنے اور حق کا ساتھ دینے نیز تعلیمات اسلامی کی تعمیل کرتے ہوئے پیروی رسول کرنے کی تنبیہہ فرمائی۔ یہ تھی ان آیات کی مختصر تفسیر وتشریح جس میں جمعہ کی فرضیت واہمیت خطبہ سننے کی تاکید اور خرید و فروخت نماز باجماعت اور جمعہ کی برکت اور فضیلت واضح ہوئی۔ بعض روایت حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ پر فرمایا کہ اگر تم سب کے سب چلے جاتے تو مدینے کہ ساری وادی عذاب کی آگ سے بھر جاتی۔(ابن کثیر ۲۹)

مقاتل کا بیان ہے کہ یہ تجارتی قافلہ زید بن خلفی کا تھا۔ جو ملک شام سے آیا تھا۔ مدینہ کی مارکیٹ میں اس کا تجارتی قافلہ عموماً تمام ضروریات لے کر آیا کرتا تھا جب مدینہ کے لوگوں کو اس کی خبر ملتی تو سب مرد وعورت اس کی طرف دوڑتے تھے۔ حسن بصریؒ اور ابو مالکؒ نے فرمایا کہ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مدینہ میں اشیاء ضرورت کی کمی اور سخت مہنگائی کا دور دورہ تھا۔(تفسیر مظہری)

ان وجوہات کی بنا کر اصحاب رسولؐ اجمعین کی بڑی جماعت تجارتی قافلہ کی آواز پر مسجد سے نکل گئی۔ اول تو فرض نماز ادا ہو چکی تھی خطبہ کے متعلق یہ معلوم نہ تھا کہ جمعہ میں وہ بھی فرض کا جزو ہے۔ دوسرے اشیا کی گرانی، تیسرے تجارتی قافلہ پر لوگوں کا ٹوٹ پڑنا جس سے ہر ایک کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ دیر کروں گا تو اپنی ضروریات کی چیزیں نہ پا سکوں گا۔ ان اسباب کے تحت صحابہ کرامؓ سے لغزش ہوئی جس پر حدیث مذکور اور آیت مذکور میں وعید کے الفاظ اور آیت مذکورہ نازل ہوئی کہ:

إِذَا رَأَوْا تِجَارَةً جب تم کو تجارتی سلسلہ پیش آئے یا کھیل ہوتا ہوا پائے تو لوگ اس کی طرف جائیں اور تجھے تنہا چھوڑ دیں اور کلمات خبرداری اور آگاہی کے لیے تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا طرز عمل بدل دیا اور خطبہ جمعہ نماز سے پہلے دینے کا معمول بنا لیا۔ اور یہی اب سنت ہے۔(ابن کثیر ۲۹)

آیت مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ ان لوگوں کو بتلا دیں کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تجارت اور لہو ولعب سے بہتر ہے۔ جس میں آخرت کا ثواب مراد ہے۔ یہ بھی بعید نہیں کہ نماز اور خطبہ کی خاطر تجارت وکسب معاش کو چھوڑنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی خاص برکات نازل ہوئیں جیسا کہ سلف صالحین سے روایت نقل کی گئی ہے (معارف القرآن ۴۴۴)

وجہ تسمیہ:

جمعہ کا لفظ جمع سے مشتق ہے اس کی وجہ اشتقاق یہ ہے کہ اس دن مسلمان بڑی بڑی خانقاہوں اور جامع مسجد میں خدا کی عبادت کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جمعہ کے روز درج ذیل امور انجام پذیر ہوئے۔ حضرت آدمؑ پیدا کیے گئے، اسی دن جنت میں حضرت آدمؑ کو بسایا گیا، اسی دن وہاں سے خروج ہوا، زمین میں اتارا گیا، قیامت بھی اسی دن واقع ہو جائے گی اور صور پھونکا جائے گا، حضرت آدمؑ اور حواؑ کو جمع کیا گیا اور مخلوق کو پیدا فرمایا، جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے مخصوص کیا اور اس دن لوگوں کی دعائیں مقبول ہوں گی۔(تفسیر ابن کثیر ۲۶)

جمعہ کے روز لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے بلکہ بڑی بڑی جماعتیں خانقاہوں اور جامع مساجد میں جمع ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لوئی ہے۔ جبکہ اس سے پہلے اس دن کا نام عربی زبان میں عروبہ تھا۔ (کنز الایمان فی ترجمہ القرآن)

حدیث میں آتا ہے کہ اس دن کا نام پہلے عروبہ تھا۔ پچھلی امتوں کو بھی ہر سات دن میں ایک مخصوص دن دیا گیا تھا۔ لیکن جمعہ کی ہدایت انہیں نہ ہوئی۔ تاہم یہودیوں نے ہفتہ کو پسند کیا۔ نصاریٰ نے اتوار کو پسند کیا۔ تو اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو پسند فرمایا اور اپنی عبادات کے لیے مخصوص فرمایا اور جامع مساجد میں جمع ہونے کا حکم صادر کیا۔ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ جب جمعہ کے روز نماز کے لیے پکارا جائے تو سب کے سب نماز کی طرف چلے آؤ۔

سب سے پہلا جمعہ:

اسلام سے پہلے اس دن کا نام یوم عروبہ کہا جاتا تھا۔ سب سے پہلے کعب بن لوئی نے اس دن کو جمعہ کے نام سے پکارا۔ قریش اس دن جمع ہوتے تھے کعب بن لوئی خطبہ دیتے۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پانسو ساٹھ سال پہلے کا ہے۔

کعب بن لوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ ان کو حق تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے بچایا اور توحید کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خوشخبری بھی لوگوں کو سنائی تھی۔ قریش میں ان کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پانسو ساٹھ سال پہلے ہوئی اسی سے اپنی تاریخ یعنی سن شمار کرنے لگے۔ عرب کی تاریخ سب سے پہلے بناء کعبہ سے لی جاتی تھی۔ کعب بن لوئی کی وفات کے بعد سے تاریخ یعنی سن جاری ہو گئی۔ پھر جب واقعہ فیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے سال میں پیش آیا تو اس واقعہ سے عرب کی تاریخ کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے جمعہ کا اہتمام عرب میں قبل از اسلام رائج تھا جو کعب بن لوئی کے زمانے میں جاری ہو چکا تھا۔ اس دن کا نام جمعہ رکھنا بھی ان کی طرف منسوب ہے۔ (تفسیر مظہری)

بعض روایات میں انصار مدینہ نے قبل از ہجرت سورۃ جمعہ نازل ہونے سے پہلے شریعت کے مطابق جمعہ کے روز جمع ہونے اور عبادت کرنے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ (معارف القرآن)

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت مدینہ میں متعارف ہو گئی۔ اسعد بن زارہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی یہ سب سے پہلا جمعہ تھا جس میں چالیس آدمی شامل جماعت ہوئے تھے۔ (سنن ابن ماجہ) (جاری ہے۔۔۔)

☆☆☆☆☆

بقیہ: دنیا کا مال و متاع اور اس کی حقیقت

کرنے والوں سے کھلتی ہے۔ چناں چہ دنیا کی حقیقت کو 'سورۃ کہف' میں اس طرح بیان کیا گیا: (ترجمہ) ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجیے کہ وہ پانی کی طرح ہے۔ جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں اس سے زمین کو روئیدگی ملتی ہے پھر آخر کار وہ چورا (چورا) ہو جاتی ہے، جسے ہوائیں لیے اڑتی پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مال واولاد تو دنیا ہی کی زندگی کی زینت ہیں۔ ہاں البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب کے اور آئندہ کے لیے بہت ہی عمدہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر یاد الٰہی سے غافل ہو جانا نہایت خسارے کا باعث ہے۔ یہ دنیا اہل ایمان کے نزدیک ہمیشہ قابل نفرین رہی ہے، جب کہ کفار کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ رب کی معرفت کے حصول کی بجائے دنیا اور اس کے ساز و سامان ہی کو زندگی کی معراج سمجھتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

جگہ دل لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا۔ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے تو باقی کو فانی پر ترجیح دو (مسند احمد) اللہ اور اس کی یاد سے غفلت دلانے والے سارے کام دنیا میں داخل ہیں اور آخرت حاصل کرنے کے لیے کیے جانے والے تمام پاکیزہ امور آخرت میں شمار ہوتے ہیں۔ لہٰذا باقی رہنے والی نیکیاں انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں۔ انسان اگر اپنے انجام پر غور کرے تو اس کی اصلاح کیلئے کافی ہے کہ ہر شخص کا انجام جدائی اور محرومی ہے۔

انسان ایک دن اپنی عزیز ترین جان گنوا بیٹھتا ہے اور اس کے بیوی بچے، بہن بھائی، دوست احباب سب اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کا مال واسباب دوسرے سمیٹ لیتے ہیں، جب کہ ملک عدم کی جانب ہمیشہ کے سفر پر اسے تن تنہا روانہ ہونا ہوتا ہے۔ اگر کوئی چیز اس کے لئے زادراہ اور معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے تو وہ اعمال صالحہ ہیں جو اللہ کی رحمت و مغفرت کے حصول میں بندہ مومن کے معاون ہوتے ہیں۔ عقل مند وہی ہے جو دنیا کی محبت سے دل ہٹا کر یاد الٰہی میں اوقات زندگی بسر کرے اور کامیاب اخروی زندگی حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا سے بے رغبتی اور کتاب وسنت کی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

همدانیات

شاہ ہمدان کانفرنس سکردو

تحریر: احسان علی دانش

امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان کے سات سالہ جشن ولادت منانے کا عندیہ اقوام متحدہ کی جانب سے عالم اسلام کے ان ممالک کو ملا جن میں شاہ ہمدان کے تعلیم کے اثرات کسی نہ کسی طور مرتب ہوئے۔ اس خبر کے سنتے ہی اہل بلتستان کے بھی اپنے عقیدت کا اظہار کرنے کے لیے منصوبہ بندی شروع کی۔ اگر چہ شایان شان انداز میں تقریبات منانے کا فیصلہ وسطی ایشیا کے چند دیگر ممالک سمیت تاجکستان جہاں آپؒ مدفون ہیں، آپ کی جائے پیدائش ہمدان ایران، آپ کے مریدین کا مسکن کشمیر، بھارت اور پاکستان نے کیا۔ مگر راقم کے فہم و ادراک کے مطابق آپ کے تعلیمات پر مکمل عمل پیرا اہل بلتستان ہیں جو اپنے آپ کو مشرب ہمدانیہ سے پکارتے ہیں جہاں آپ کی مشہور اورادیں اوراد فتحیہ، اوراد کبیرہ، اوراد عصریہ اور اوراد خمسہ آج بھی بعد از نماز پنجگانہ ورد کی جاتی ہیں۔ بلتستان میں آپ کے مبارک ہاتھوں سے تعمیر شدہ جامع مسجد چقچن، مسجد امبوڑک اور مسجد چھے برونجی جیسے اسلامی فن تعمیر کی شاہکار مساجد آج بھی آباد ہیں۔ بلتستان کے اس وقت سو فیصد آبادی مسلمان ہیں۔ اہل بلتستان نے دیگر اقوام عالم کے ساتھ آپ کے جشن ولادت کو منانے کا فیصلہ کیا اور انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو کے زیر اہتمام اس فیصلے کو عملی شکل دے دی گئی۔ انجمن کے صدر جناب صادق صدیقی، جنرل سیکرٹری غلام علی حیدری، نائب ناظم مدرسہ شاہ ہمدان جناب بابو الطاف، انجمن کے سرگرم کارکن جناب غلام مہدی، جناب محمد یعقوب نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو یونٹ کے صدر، واراکین و مدرسہ شاہ ہمدان کے اساتذہ کرام نے اس پروگرام کو حتمی شکل دینے کے لیے اپنی اپنی بساط کے مطابق عملی مظاہرہ شروع کیا۔ مسجد شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو اور مدرسہ شاہ ہمدان سمیت ان سے ملحق علاقوں اور گلیوں کی صفائی اور سجاوٹ کی ذمہ داری این وائی ایف سکردو یونٹ پر ڈالی گئی۔ سکردو یونٹ کے صدر جناب جاوید اختر، الیاس بٹ، اعجاز بٹ اور سکیورٹی کے تمام تر انتظامات کے لیے میجر امین کو مقرر کیا گیا۔ انہوں نے اپنے زیر نگرانی ریٹائرڈ صوبیداروں اور حوالداروں پر خوب کمانڈ کی۔ تبرکات کے لیے حاجی حسین سرمو اور حامد کمال نے ذمہ داری اٹھائی۔ میٹنگ میں فیصلہ یہ ہوا کہ کانفرنس میں مقالہ نگار تحریری مقالہ پیش کریں گے۔ اسی ضمن میں بلتستان بھر کے سرکردہ محقق اور مقالہ نگاروں کو دعوت نامہ جاری کر دیے گئے۔ جبکہ کانفرنس کے مہمان خصوصی کے طور پر امام جمعہ و جماعت امامیہ اثنا عشریہ علامہ شیخ محمد حسن جعفری کو دعوت دی گئی۔ جبکہ صدارت کا اعزاز عالم دین خطیب ملت صوفیہ نوربخشیہ مفتی سید جمال الدین کو ملا۔ ان دونوں ہستیوں کے علاوہ بلتستان بھر سے علماء، زعماء، آئمہ مساجد، سیاسی رہنما، شعراء اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ 19 اکتوبر 2014 کی صبح نو بجے اس عظیم الشان کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت مدرسہ کے طالب علم عارف حسین نے حاصل کی۔ جبکہ واصف علی واصف نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض نبھانے کے لیے نوجوان سکالر سید اکبر شاہ اور راقم کے نام قرعہ کھلا اور ہم نے اس کانفرنس کے میدان میں اپنے ہنر کا معجزہ دکھایا۔ اس پروگرام کی کوریج کے لیے پی ٹی وی، ریڈیو پاکستان سکردو، سکردو کیبل نیٹ ورک، پاک کیبل نیٹ ورک، سرمک کیبل نیٹ ورک، کورو کیبل نیٹ ورک اور بلتار کیبل نیٹ ورک کے کیمرہ مین چوکس تھے۔ خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو کے جنرل سیکرٹری اور سابق رکن اسمبلی گلگت بلتستان جناب غلام علی حیدری نے کہا کہ میر سید علی ہمدانی کے احسانات کشمیر سمیت اہل بلتستان پر بے پناہ ہیں۔ انہوں

نے ہمیں جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے چھٹکارا دیا اور ہم اسلام کے نور سے روشناس ہو گئے۔آپ کے سات سو سالہ جشن کو منانے کا مقصد یہ بھی ہے کہ خطہ بلتستان ہمارے لیے ایک گلستان کی مانند ہے۔ جس میں مختلف رنگوں کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ہمیں ایک دوسرے کے جذبات اور عقیدت کا احترام کرنا چاہیے۔ہمارے آپس میں مل جلنے سے اتحاد و اتفاق قائم ہوتا ہے اور اتحاد سے علاقے میں امن و سلامتی پیدا ہوتی ہے۔اور سلامتی کا نام ہی اسلام ہے۔اس لیے آج شاہ ہمدان کے جشن میں آپ تمام مکاتب فکر کے علماء کو دعوت دی گئی تا کہ ہم آپ کے سنہری اصولوں پر کاربند ہوتے ہوئے اسلام کی اصولی تہذیب وتمدن کو بحال رکھ سکیں۔

جناب غلام علی حیدری کے خطبہ استقبالیہ کے بعد مقالہ نگاروں نے مقالے پڑھے۔جن میں بلتستان کے سرکردہ محقق، نقاد، قلم کار، مصنف اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بلتستان ریجن کے ڈائریکٹر جناب محمد حسن حسرت، جناب ڈاکٹر ذاکر حسین ذاکر، نامور محقق اور کئی درجن کتابوں کے مؤلف جناب غلام حسن حسنو، خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ گلگت بلتستان مولانا شکور علی انور اور جناب سید علی چھوربٹی نے شاہ ہمدانؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موضوعات بنا کر نہایت ہی جاندار اور مدلل مقالے پیش کیے۔جبکہ میر عبدالعزیز کے تخلیق کردہ کلام کو مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے طالب علم عارف حسین نے خوش الحانی سے پڑھا جسے ناظرین و حاضرین نے خوب سراہا۔اس کانفرنس میں مندرجہ بالا مقالوں کے علاوہ بھی بعض مقالے منتظمین کے پاس پہنچ گئے مگر مقالہ نگاروں کی عدم موجودگی کی بناء وہ مقالے پورے کے پورے پیش نہ ہوئے البتہ بعض کے اقتباسات پڑھے گئے۔ان میں ڈاکٹر علی بوتراب، مہدی آبادی، حاجی فدا محمد ناشاد سکردو، ڈاکٹر غازی محمد نعیم اسلام آباد، محمد عباس کھر گرونگ اور محمد باقر بدر سرک شامل ہیں۔شعراء کی نمائندگی کرتے ہوئے استاد شاعر وائس پرنسپل ڈگری کالج سکردو پروفیسر جناب حشمت علی کمال الہامی اور میر اسلم حسین سحر نے منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی علامہ شیخ حسن جعفری نے فرمایا کہ کائنات میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اگر کسی کو علی ثانی کا لقب عطا ہوا تو وہ شاہ ہمدان ہیں۔آپ نے ضرورت کے موقع پر ایک مردہ کو زندہ بھی کر دیا۔آج آپؒ عالم اسلام کی نامور شخصیت کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔آپ نے کئی بار دنیا بھر کی سیاحت کی اور اس میدان تبلیغ کے ساتھ ساتھ کئی اہم کتابیں تخلیق فرمائیں۔آج سکردو انجمن نے اس کانفرنس کا انعقاد کر کے احسن قدم اٹھایا ہے۔جس کے لیے میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔شاہ ہمدان اگر ان پہاڑی دروں کو عبور کرتے ہوئے بلتستان نہ آتے تو ہم آج بھی بت پرستی میں مصروف ہوتے۔آپ ہمارے بہت بڑے محسن ہیں اور ہمیں آپ کی تعلیمات پر بھر پور عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم اسلام پرست کم، فرقہ پرست زیادہ ہو گئے ہیں۔ہمیں اسلام پرست ہونے کی ضرورت ہے، ہمیں دین پرست ہونے کی ضرورت ہے۔میری دعا ہے کہ خدا ہمیں شاہ ہمدان کے سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمادیں۔

صدر کانفرنس سید مفتی جمال الدین نے فرمایا کہ صوفیائے کرام اگر ان علاقوں کی طرف رخ نہ کرتے تو ہمارا حال یہ نہ ہوتا جوکہ آج ہے۔ہمیں ان کے احسانات کو یاد رکھنا چاہیے اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔میں اراکین انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے عظیم الشان شاہ ہمدان کانفرنس کا انعقاد کر کے پوری دنیا کو یہ پیغام دیا کہ شاہ ہمدان کے پیروکار آج بھی دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔اہل بلتستان کے لیے شاہ ہمدان سے عقیدت و محبت کرنے کا زیادہ حق ہے۔ہم آج بھی آپ کے تعلیمات اور دکھائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔

کانفرنس کا اختتام صلوٰت کے فلک شگاف نعروں سے ہوا اور بعدازاں تمام مہمانوں، مندوبین اور شرکائے کانفرنس میں تبرکات تقسیم کیے گئے۔یوں یہ تاریخ ساز کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆☆☆☆

احکامات

دنیا کا مال و متاع اور اس کی حقیقت

حاجی غلام حسین سرمیگی

ظاہری عیش وعشرت اور دنیوی زندگی، یادالٰہی سے غفلت اور فکرآخرت سے دوری کا سبب ہے۔ دنیا کی حقیقت ایسی ہے کہ ایک شخص جنگل میں چلا جاتا تھا اس نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک شیر آرہا ہے وہ بھاگا جب تھک گیا تو دیکھا کہ آگے ایک گڑھا ہے چاہا کہ گڑھے میں گر کر جان بچائے لیکن اس میں اژدھا ہے۔ اژدھے کا خوف اور پیچھے شیر کا ڈر ایک درخت کی ٹہنی پر نظر پڑی اور اس کو ہاتھ ڈال دیا مگر ہاتھ ڈالنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس درخت کی جڑ کو دو سیاہ وسفید چوہے کاٹ رہے ہیں۔ بہت خائف ہوا کہ اب تھوڑی دیر میں درخت کی جڑ کٹ جائے گی تو میں گر جاؤں گا اور شیر واژدھا کا شکار بن جاؤں گا۔ اتفاقاً اس کو اوپر کی طرف ایک شہد کا چھتہ نظر آیا وہ شہد حاصل کرنے اور پینے میں مصروف ہوگیا کہ خوف شیر رہا نہ اندیشۂ اژدھا اور نہ فکر موشہا۔ کہ دفعتاً جڑ کٹ گئی اور یہ گر پڑا۔ شیر نے پھاڑ کر گڑھے میں گرا دیا اور اژدھے کے منہ میں جا پھنسا۔

اے عزیز! جنگل سے مراد دنیا ہے اور شیر موت ہے کہ پیچھے لگی ہوئی ہے اور قبر گڑھا ہے جو اس کے آگے ہے اور اژدھا عمل بد ہے کہ قبر میں ڈسے گا اور دو چوہے سیاہ وسفید دن اور رات ہیں اور درخت گویا عمر ہے اور شہد کا چھتہ دنیائے فانی کی غافل کردینے والی لذات وخواہشات ہیں کہ انسان دنیا کی فکر میں موت قبر عمل بد اور جواب دہی وغیرہ سب کو بھول جاتا ہے اور پھر اچانک موت آجانے پر بجز حسرت ندامت کچھ نہیں ساتھ لے جاتا۔

بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ زندگی ایک کٹھن راستہ ہے جس پر چلتے چلتے ہوش مند انسان اپنی منزل پالیتا ہے۔ کچھ لوگ زندگی کو سمجھ نہیں پاتے اور نہ زندگی انہیں سمجھ پاتی ہے۔ اس لیے دونوں اجنبی بن کر اپنی منزلیں طے کررہے ہوتے ہیں۔ ان کا انجام یہی ہوتا ہے کہ بالآخر ہوا کا ایک تیز جھونکا آتا ہے اور انہیں زندگی سے جدا کردیتا ہے۔ زندگی کبھی مسیحا بن کر زخموں پر مرہم رکھتی ہے اور کبھی نمک بن کر زخموں کو تازہ کردیتی ہے کبھی یہ حسین نظر آنے لگتی ہے اور کبھی انسان کو بے رحم موجوں کے حوالے کردیتی ہے۔ نیوٹن اپنے تجربات میں اس قدر مگن رہا کہ ساری عمر شادی نہ کرسکا۔ گراہم بیل ٹیلی فون کے موجد نے تہیہ کر رکھا تھا کہ وہ اپنے پالتو کتوں کو بولنا سکھائے گا۔ دیو جانس (مشہور فلسفی) کی کل کائنات ایک عصا اور ایک پیالہ تھا لیکن ایک مرتبہ اس نے ایک لڑکے کو چلو سے پانی پیتے ہوئے دیکھا تو فوراً دیو جانس کو خیال گزرا کہ پیالہ بھی غیر ضروری تکلفات میں سے ہے اور اس کو بھی پھینک دیا۔ وہ کبھی مکان میں نہیں رہا۔ دن بھر ادھر اُدھر پھرتا تھا، اور رات کو کسی رئیس کے سائبان کے نیچے سو جاتا تھا۔ انسان تو انسان کچھ پالتو جانوروں کی مثال لیجیے اگرچہ ان کی صحیح معنوں میں تربیت بھی نہیں ہوتی تاہم وہ بعض انسانوں کے مقابلے میں بہترین تربیت کے مالک ہوتے ہیں۔ تاریخ کے بہت سے واقعات سے ظاہر ہے کہ کچھ بدقسمت انسان حیوانوں سے بھی گئے گزرے ثابت ہوئے ہیں۔ حالانکہ خدا نے حیوانوں کو عقل وشعور سے عاری بنایا ہے۔ کوئی بھی جانور اپنی بساط سے تجاوز نہیں کرتا اور کوئی بھی فطرت کے منافی کام نہیں کرتا لیکن حضرت انسان کو لیجیے کہ عقل وشعور سے بہرہ مند ہوتے ہوئے بھی کیا کیا غلطیاں نہیں کرتا۔

اللہ نے ہماری پیدائش کا مقصد عبادت رکھا ہے۔ ا کیا آپ عبادت کر رہے ہیں؟ دھیان سے جواب دیں۔ اسی جواب پر آپ کی آئندہ زندگی جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دھکیل دی جائے

گی۔فرض کریں کہ آج اللہ کے حضور آپ کو بلاوا آجائے تو کیا آپ کی تیاری مکمل ہوگئی ہے؟ اگر خدانخواستہ نہیں تو اللہ کو کیا جواب دیںگے۔ وہاں تو کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

۲۔کیا آپ نیک کمائی سے اپنے بچوں کو پال رہے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا عذاب قبر اور جہنم کی آگ سے وہ آپ کو بچالیں گے؟ ہے یقین؟

بعض اوقات سوچتا ہوں، آج دیا سلائی کی آگ برداشت نہیں ہوسکتی تو کل جہنم کی آگ کیسے برداشت ہوگی؟ ایک بات عرض کروں برا نہ مانے۔اصحاب کہف کا کتا تو مالک کی فرمانبرداری کی وجہ سے سرفراز ہوگیا۔کیا ہم اللہ کے احکامات کی اطاعت کررہے ہیں؟ اگر خدانخواستہ نہیں تو بہتر کون ہوا؟ کچھ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم چونکہ مسلمان پیدا ہوئے ہیں لہٰذا ہمیں عذاب قبر کیسے ہوگا؟ اس بات پر آپ خود غور فرمائیں؟ اللہ کے احکامات پڑھ لیں ساری خوش فہمی دور ہوجائے گی۔ مجھے جیل کے بعض قیدیوں سے ملاقات کا موقع ملا۔ پچھتا سب رہے تھے۔اکثر غصہ، نفرت، چوری اور جنسی بے راہ روی میں پھنس کر عمل کر بیٹھے۔اللہ ہمیں اس معاشرتی برائی سے بچائے۔اسی لئے فرمایا گیا، بکثرت استغفار پڑھتے رہو اور کوشش رہے کہ بروقت نماز کا قیام، والدین کا احترام اور مخلوق سے حسن سلوک رہے۔وقت گزر رہا ہے آنکھ بند ہوئی تو سب ختم ہوجائے گا۔کس انتظار میں آپ بیٹھے ہیں؟ مسلمان کو تو اللہ نے فلاح و بہبود کے لیے کھڑا کیا ہے۔مگر ہم خود بحر ظلمات میں پھنس گئے ہیں۔اللہ کے حضور ہم کیا جواب دیں گے؟ یاد رہے کہ معاشرے کو ٹھیک کرنے کا کام صرف حکومت وقت کا ہی نہیں۔سب کو مل جل کر ٹھیک کرنا ہوگا۔وقت لگایئے سب سے پہلے اپنی اولاد کی تربیت کا خیال رکھیں پھر دوسرے امور کی طرف آیئے۔ ہمارے بچے اگر قابل تعریف ہوجائیں تو سمجھے اللہ نے بہت کرم کیا۔ اللہ سب کو توفیق عطا فرمائے۔آمین!

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔اگر یہ لوگ جانتے ہوتے۔(سورۃ العنکبوت)

انسان دنیوی زندگی اور اس کی رنگینوں کو بجائے دوام کا حامل جان کر اس پر فریفتہ ہوتا اور حقیقی دائمی زندگی کو بھلا دیتا ہے۔ بلاشبہ خالق کائنات نے اس عالم عیش ونشاط کو اپنی اپنی بے شمار تخلیقات کے ذریعے دل فریب بنایا، تاکہ اس کی سب سے بہترین مخلوق، یعنی انسان ان نعمتوں سے استفادہ کرے اور اپنے خالق و مالک کی بندگی کرتے ہوئے شکرگزاری اختیار کرے۔یہ چمکتے دمکتے سورج، چاند، ستارے اور کہکشائیں، سرسبز وشاداب لہلہاتے سبزہ زار، جمادات، نباتات، پہاڑ، دریا، خوبصورت وادیاں، سمندر، چرند، پرند اور زمین، آسمان اور دیگر مخلوقات کائنات کا حسن ہیں اور بنی نوع انسانی خالق کائنات کی سب سے منفرد مخلوق ہے جو ان تمام تخلیقات سے افضل واعلیٰ درجے پر فائز کی گئی ہے۔دنیا کی رنگینیاں اور اس کی چکا چوند انسان کو اپنی طرف متوجہ کیے رکھتی ہے تاہم عقل مند وہی ہے جو اس کی دل فریبوں سے بچتا ہوا مقصد حیات پر نگاہ جمائے، صراط مستقیم پر چلتا ہوا زندگی کی ساعتیں سعادت مندانہ انداز میں گزار دے۔رب تعالیٰ نے دنیوی زندگی اور اس کے عیش وعشرت کو محض کھیل تماشے سے تعبیر فرمایا ہے۔یعنی جس طرح مختصر وقت کے لیے کسی میدان میں کھیل تماشے والے مجمع لگاتے اور کرتب دکھا کے رخصت ہوجاتے ہیں اور آن کی آن میں لاکھوں کا اجتماع کھیل ختم ہوتے ہی چھٹ جاتا ہے بس اسی قدر اس دنیا کی حقیقت ہے کہ انسان دنیا میں قلیل مدت کے لیے بھیجا گیا ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ دنیوی لذات میں مبتلا ہوکر اسی کا ہوکر رہتا ہے یا اس میں دل کو لگانے کی بجائے اپنے آقا و مالک کی رضا کے مطابق زندگی گزار کر اس حیات جاودانی کے مزے لوٹتا ہے۔جس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: ’’دنیوی زندگی کا چکا چوند محض تماشا ہے۔ جب کہ سچی اور حقیقی دائمی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جہاں ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہنا ہے۔‘‘ اب یہ ہمارے اوپر منحصر ہے کہ اس زندگی میں عیش وآرام کے حصول کے لیے دنیوی زندگی کو رب کی مرضی کے مطابق گزاریں یا شیطان کے بہکاوے میں آکر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوکر یاد الٰہی سے غفلت اختیار کرتے ہوئے

دائمی عذاب کو دعوت دیں۔

چنانچہ رب کائنات ''سورۃ یونس'' میں ارشاد فرماتا ہے: ''دنیا کی زندگی کی مثال تو بالکل بارش جیسی ہے جسے ہم آسمان سے برساتے ہیں، پھر اسی سے زمین کا سبزہ اور روئیدگی مل جل کر وہ چیزیں اگتی ہیں جو انسان بھی کھاتے ہیں اور چوپائے بھی، یہاں تک کہ جب زمین سرسبز ہوگئی، آراستہ ہوگئی اور وہاں کے رہنے والوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب ہم نفع پانے پر قادر ہو گئے کہ ناگہاں ہمارا حکم اس پر رات کو یا دن کو آ پہنچا ہم نے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا، اس طرح گویا کبھی کچھ تھا ہی نہیں۔ غور وفکر کرنے والوں کے لیے ہم اسی طرح اپنی نشانیاں کھول کر بیان فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلانا چاہتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ راست پر لا کھڑا کر دیتا ہے۔''

ان آیات مبارکہ میں دنیا کی رونق اور اس کی فنا ہونے والی چندروزہ زندگی پر بربادی اور بے رونقی کی مثال زمین کے سبزے کی مثال سے بیان کی گئی ہے کہ آسمان سے بارش کا پانی برسا، زمین لہلہا اٹھی اور طرح طرح کے پھل پھول، سبزیاں، اناج اور باغات پیدا ہو گئے اور انسانوں اور جانوروں کے کھانے پینے، چرنے چگنے کی چیزیں چاروں طرف پھیل پڑیں۔ زمین ہری بھری اور سرسبز شاداب ہوگئی، ہر جانب ہریالی ہی ہریالی نظر آنے لگی۔ زمین دار خوش ہوگئے، باغات والے پھولے نہیں سماتے کہ اس مرتبہ پھل اور اناج، بکثرت ہے اور خوب ہی منافع حاصل ہوگا کہ یکا یک آندھیوں کے جھکڑ چلنے لگے، بے موسم طوفان باد و باراں اور برف باری ہوئی، اولے گرے، کھیتیاں برباد، کھڑی فصلیں جاوہ تاراج ہوئیں، پھل تو پھل پتے بھی جل گئے، درخت جڑوں سے اکھڑ گئے، تازگی خشکی سے بدل گئی۔ کھیت اور باغات ایسے ہوگئے کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ یہی حال دنیا کا ہے کہ روح آسمان سے آئی اور خاکی جسم میں داخل ہوگئی، وہ جسم پیدا ہو کر سرسبز وجوان ہوا۔ ماں باپ عزیز واقارب سب یہ سمجھنے لگے کہ یہ شخص ہمیں فائدہ پہنچائے گا کہ ناگہاں آفت ارضی وسماوی نازل ہوئی اور وہ مر گیا گویا تھا ہی نہیں۔ لوگوں کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ دنیا کی یہ سرسبزی وشادابی چند روزہ ہے لہٰذا اس پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ دانائی کا تقاضا ہے کہ آخرت کی زندگی جو کبھی ختم نہیں ہونے والی ہے اس کے لیے انسان جد وجہد کرے اور اسے عیش وآرام، اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط رکھنے سے ہی حاصل ہوگا۔ دنیا کی محبت انسان کو رب کریم کی یاد سے غافل کر دیتی ہے اور وہ اس کے حصول کے لیے جائز ناجائز، حرام حلال کی تمیز بھلا بیٹھتا ہے۔ نتیجتاً چند روزہ آسودگی تو شاید اسے حاصل ہو جائے، مگر آخرت کی ناکامی ونامرادی اس کا مقدر بن سکتی ہے۔ دنیوی لذتوں کی حقیقت کیا ہے جس کے لیے ہم رات دن ایک کیے دیتے ہیں اور تمام شرعی واخلاقی حدود پامال کر دیتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں اس کی بڑی وضاحت کی گئی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ قیامت کے دن ایک بڑے دنیا دار کو جو ہمیشہ نازونعمت ہی میں رہا، جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا کہ بتاؤ تمہاری زندگی کیسی گزری؟ وہ جواب دے گا، میں نے تو کبھی کوئی راحت دیکھی ہی نہیں، کبھی آرام وسکون کا نام بھی نہیں سنا۔ اسی طرح ایک دوسرے شخص کو، جس پر دنیا کی زندگی میں آرام کی ایک گھڑی بھی نہیں گزری تھی، لایا جائے گا اور اسے جنت میں غوطہ دے کر پوچھا جائے گا۔ بتاؤ دنیا میں کیسے رہے؟ وہ جواب دے گا کہ پوری عمر میں نے کبھی رنج وغم کا نام بھی نہیں لیا، کبھی دکھ اور تکلیف کو دیکھا ہی نہیں۔

اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے آخری پیغام ہدایت یعنی قرآن مجید اور امام کائنات علیہ الصلوٰۃ نے مختلف (حدیث) مبارکہ میں دنیا کی محبت میں مبتلا ہونے کے مرض سے بچنے اور آخرت کی تیاری کے احکام ارشاد فرمائے ہیں، تاکہ اہل عقل ودانش عبرت حاصل کریں، ایسا نہ ہو کہ اس چندروزہ اور فانی دنیا کے چکر میں پڑ کر اپنے خالق ومالک کو بھلا بیٹھیں اور اس ڈھل جانے والے سراب کو آب حیات اور سائے کو اصلی اور پائیدار سمجھ لیں۔ اس کی رونق چند روزہ ہے اور بالآخر اسے فنا ہو جانا ہے۔ دنیا وہ چیز ہے جو اپنے طلب کرنے والوں سے بھاگتی اور مغفرت

باقی صفحہ نمبر 25 پر

تصوف

توبہ کی اہمیت

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

قرآن حکیم ہمیں تصور دیتا ہے کہ انسان فانی ہے اور ایک دن اس نے اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس دن ایک کٹھن امتحان ہوگا۔ اس امتحان میں کامیابی کے لیے لازم ہے کہ ابھی سے اس کی تیاری کر لی جائے۔ اللہ گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ زندگی ہی میں توبہ کی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی التوبہ بھی ہیں۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں غور وفکر کریں تو اللہ تعالیٰ کی غفاریت اور اس کے بے کراں لطف وکرم کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً: الرحمٰن (بے حد رحم کرنے والا)، الرحیم (بڑا مہربان)، التواب (بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا)، العفو (بہت زیادہ معاف کرنے والا)، الرؤف (بہت بڑا مشفق) وغیرہ۔ (بحوالہ: حصن حصین، صفحات ۵۸۔۴۴)

آخری سانس کی توبہ نامقبول ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''ان کی توبہ (قبول) نہیں ہے جو برائی کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے ایک کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے میری توبہ''۔ (النساء۔۱۸)

سورت تحریم کی آیت نمبر ۸ میں ارشاد ربانی ہے: ''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی وخالص توبہ کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے۔''

خالص توبہ یہ ہے کہ: (1) جس گناہ سے وہ توبہ کر رہا ہے، اسے ترک کر دے۔ (2) اس پر اللہ کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار کرے۔ (3) آئندہ سے نہ کرنے کا عزم رکھے۔ (4) اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو جس کا حق غصب کیا ہے، اس کا ازالہ کرے، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے، اس سے معافی مانگے، محض زبان سے توبہ توبہ کر لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

تفسیر ابن کثیر میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۸ کی تفسیر یوں بیان فرمائی گئی ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک غرغرہ شروع نہ ہو''۔ (ترمذی)

ایک اور جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے گناہ لکھنے پر مقرر فرشتہ تین گھڑی (کچھ دیر) توقف کرتا ہے۔ اگر اس نے اس تین ساعت کے وقفہ کے کسی بھی حصہ میں اللہ سے اپنے اس گناہ کی مغفرت مانگ لی تو وہ فرشتہ (اس گناہ کو نہیں لکھتا اور) قیامت کے دن اس کو اس گناہ پر واقف نہ کرے گا اور نہ اس پر عذاب دیا جائے گا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اسے موت کا اچھو نہ لگے''۔ یعنی جان کنی کے وقت کی توبہ قبول نہیں۔ (مسند احمد، ترمذی، بحوالہ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر)

آپ کا ارشاد گرامی ہے: ''ابلیس (شیطان) نے اپنے پروردگار سے عرض کیا: تیری عزت وجلال کی قسم! میں اولاد آدم کو جب تک ان کے (بدن میں) جانیں ہیں برابر گمراہ کرتا رہوں گا۔ تو اس پر اس کے پروردگار نے فرمایا: ''تو مجھے بھی اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں بھی ان کی برابر مغفرت کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔''

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنا شروع کر دیا: ہائے میرے گناہ! تو اس پر حضورؐ نے فرمایا: تو

استغفار کیوں نہیں کرتا۔

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اگر چہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگوں کی مانند (بے شمار) ہوں۔ ”جو شخص بھی کوئی گناہ کر بیٹھے تو فوراً کھڑا ہو اور اچھی طرح غسل کرے یا وضو کرے پھر دو رکعت نماز توبہ پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی مغفرت طلب کرے۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے' پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی اور بخشش' التجا و استدعا کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اور قلب صاف ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ و استغفار کے بجائے مزید گناہ کیے اور گناہوں کی وادی میں قدم بڑھائے تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے' یہاں تک کہ قلب پر چھا جاتی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ ارشاد فرماتے تھے: ”خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور سامان ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو' پھر وہ (آرام لینے کے لیے) سر رکھ کے لیٹ جائے پھر اسے نیند آ جائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے' پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو' یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لیے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے' پھر وہ (ارادہ سے وہاں آ کر) اپنے بازو پر سر رکھ کے مرنے کے لیے لیٹ جائے' پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے' تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہو گا خدا کی قسم! مومن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں قسم کھا کے فرمایا: ”خدا کی قسم! بندہ جب جرم و گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور سچے دل سے توبہ کر کے اس کی طرف آتا ہے تو اس رحیم و کریم رب کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ اس بدو کو اپنی بھاگی ہوئی اونٹنی کے ملنے سے ہوتی ہے۔“ (بحوالہ: مولانا محمد منظور نعمانی' معارف الحدیث' جلد پنجم' صفحہ ۳۱۷)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی ذات میں اپنے بندوں کے لیے اس سے زیادہ پیار اور رحم ہے جتنا کہ اس ماں میں اپنے بچے کے لیے ہے۔“ (صحیح مسلم' صحیح بخاری)

☆☆☆☆☆

بقیہ: صوفی غلام محمد سے انٹرویو

آراستہ کریں۔ مادیت پرستی کی رنگینیوں میں کھو جانے کی بجائے روحانی اقدار کو سینے سے لگائیں۔ زندگی میں پیش آنے والے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھیں۔

سوال: احیائے تصوف کا علمبردار نوائے صوفیہ کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

صوفی صاحب: نوائے صوفیہ کا ہر ہر صفحہ قیمتی ہے اس میں زیادہ سے زیادہ علم و ادب کی باتوں کو جگہ دیا کریں غیر ضروری طور پر اس کے صفحات کو سیاہ کرنے سے اجتناب کریں تو بہتر ہے۔ بلاشبہ نوائے صوفیہ نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات کو اجاگر کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

سوال: صوفی صاحب آپ نے نوائے صوفیہ کے قارئین کے لیے وقت نکالا آپ کا بہت بہت شکریہ۔

صوفی صاحب: آپ سب کا بھی میں بہت مشکور ہوں۔

☆☆☆☆☆

شخصیات

الحاج صوفی غلام محمد سے انٹرویو

جی آر ثاقب سرمیگی

گزشتہ دنوں معروف دانشور الحاج صوفی غلام محمد سرمیگی صاحب سے ان کی قومی و ملی خدمات کے حوالے سے ایک انٹرویو کا اہتمام کیا گیا جس میں صوفی صاحب نے اپنی تعلیم، پیشہ ورانہ زندگی، ماضی کے مسائل اور مستقبل کے چیلنجز کے بارے میں تفصیلات بتائیں جسے راقم نے انہیں صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے قارئین صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے اس عظیم شخصیت کی زندگی کے مختلف گوشوں کے بارے میں معلومات حاصل کرسکیں۔

سوال: کیا آپ اپنی تعلیمی کوالیفیکیشن کے بارے میں بتانا پسند فرمائیں گے؟

صوفی صاحب: جی میں نے 1962ء میں میٹرک کا امتحان ہائی سکول سکردو سے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ ایف اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر پنجاب بورڈ سے پاس کیا۔ پرائیویٹ طور پر بی اے کا کورس بھی مکمل کیا تھا مگر ان دنوں امتحان کے لیے پنڈی جانا پڑتا تھا بحالت مجبوری امتحان میں شامل نہیں ہوسکا۔

سوال: صوفی صاحب ماشاءاللہ آپ اسلامی تاریخ، فقہ، علم وادب اور تصوف جیسے علوم پر دسترس رکھتے ہیں کیا آپ نے مدرسے میں باقاعدگی سے دینی تعلیم حاصل کی ہے؟

صوفی صاحب: جی نہیں! مجھے کسی بھی اسلامی مدرسے میں دینی تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ میری زندگی میں رسمی تعلیم میٹرک کلاس تک محدود ہے۔ اس کے بعد جو کچھ کیا اپنی محنت، کوشش اور لگن سے کیا۔ میرا تعلق موضع سرمیک سے ہے ناظرہ قرآن تایا غلام رسول سے پڑھا بعد میں سکول کے دوران شیخ غلام حیدر مہدی آبادی کے پاس چند دن دعوات صوفیہ کی تعلیم حاصل کی اور سکردو میں ملازمت کے دوران کتاب العقائد کا درس لینے آغا سعید کے پاس زانوئے تلمذ ہوا۔ اسی دوران مرحوم وزیر غلام مہدی ایم اے ایل ایل بی نے بتایا کہ وہ نوربخشیوں میں پلے ہیں ان کو معلوم تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ فقہ احوط کا سمجھنا مشکل ہے مگر مولوی بشیر نے اس کا آسان سلیس ترجمہ کیا ہے۔ یہ تو بڑا قابل شخص لگتا ہے۔ اس کے بعد میں نے فقہ الاحوط اور کتاب الاعتقادیہ کو سمجھنے کی کوشش کی البتہ غذر میں پوسٹنگ کے دوران قرآن پاک کا سرسری ترجمہ اور تفسیر حسینی کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی جس کے بارے میں سید محمد علی شاہ سبزواری (علی بکڈپو گلگت) نے میری رہنمائی کی تھی۔ گلگت پوسٹنگ کے دوران شیخ عطار کی کتاب تذکرۃ الاولیاء بھی میرے ہاتھ لگی جس سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ واضح رہے شیخ فریدالدین عطار سلسلۃ الذہب سے متمسک رہے ہیں گوکہ وہ سید محمد نوربخش سے کافی پہلے کے بزرگ گزرے ہیں تاہم ان کی تصانیف سے اس بات کی تردید ہوتی ہے کہ نوربخشیہ اور ذہبیہ الگ الگ گروہ ہے۔

تصوف کی کتابوں کا مطالعہ میرا مشغلہ رہا ہے تاہم یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اس پر مجھے کوئی عبور حاصل ہے۔ تعلیم کے دوران میں حسین آباد میں کچھ عرصہ رہائش پذیر رہا۔ جس گھر میں رہتا تھا اس کے سربراہ مرحوم حاجی غلام مہدی بہت اچھے عقیدے کا مسلمان تھا اس لیے میرے عقیدے میں کوئی تزلزل نہیں آسکا۔

سوال: معروف عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب نے جب فقہ الاحوط کا اردو میں ترجمہ کیا تو آپ نے اس کی مخالفت کی تھی۔ اس کی کیا خاص وجہ تھی؟

صوفی صاحب: میں شروع شروع میں سادات کرام کا بڑا حامی تھا یہاں تک کہ علامہ بشیر نے جب الفقہ الاحوط کا اردو ترجمہ کیا تو انہی سادات کے کہنے میں آکر مخالفت کرنے سے بھی گریز نہیں کیا مگر اسی دوران حاجی ابراہیم تھلوی نے حاجی محمد علی شبیری کو لاکر پورا دن مجھے

سمجھا کر یہ یقین دہانی کرائی کہ علامہ بشیر مخلص عالم دین ہے اور ان پر شک وشبہ کرنا نادانی ہے اس کے بعد مخالفت سے گریز کیا۔ میری علامہ بشیر سے پہلی ملاقات منظور حسین ہمدانی کے بارے میں بلائے گئے علماء کے ایک کانفرنس میں ہوئی جس میں مرحوم سید عون علی وغیرہ کے ساتھ علامہ موصوف شریک تھے گفتگو کے دوران ان کی صلاحیت اور اخلاص کا پتہ چلا تب سے ان سے تعلقات کا سلسلہ شروع ہوا۔ ان دنوں علامہ صاحب علیل ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائیں۔

سوال: آپ نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے دوران مختلف محکموں میں اہم انتظامی عہدوں پر خدمات احسن طریقے سے انجام دی ہیں کیا آپ اس بارے میں بتانا پسند فرمائیں گے؟

صوفی صاحب: جی ہاں ۲۱ اگست ۱۹۶۲ کو ایجنسی سرجن سکردو کے دفتر میں کلرک بھرتی ہوا۔ آفس سپرنٹنڈنٹ بننے کے بعد اپریل ۱۹۷۲ میں محکمہ تعلیم دیامر میں تبدیل ہوا۔ جہاں سے میری پروموشن بحیثیت سوشل ویلفیئر آفیسر گریڈ ۱۶ میں عمل میں آئی۔ مگر کچھ عرصے کے بعد میرا تبادلہ اس دور کے ریذیڈنٹ کمشنر کے دفتر میں بحیثیت اسسٹنٹ ڈائریکٹر کیا گیا جہاں سے ضلع غذر میں ایڈمن آفیسر ڈی سی آفس میں ہوا تھا کہ ضلع غذر آٹھ دس ماہ بعد ختم ہونے کی صورت میں منسٹری کشمیر افیرز کی منظوری سے میری ایڈجسمنٹ یکم جولائی ۱۹۷۸ میں بحیثیت تحصیلدار ہوئی مگر چند ماہ بعد سکردو میں ٹریژری آفیسر کی حیثیت سے پوسٹنگ ہوئی۔ اور آخر میں بحیثیت AO ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے اپنی رضامندی سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر کوئی پندرہ سال کا عرصہ گزرتا ہے۔

سوال: مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی تعمیر وترقی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے آپ کا کردار مثالی رہا ہے۔ دین وملت کے بارے میں کب سے سوچنا شروع کیا؟

صوفی صاحب: میں شروع ہی سے حساس طبیعت کا مالک ہوں۔ ۱۷ اپریل ۱۹۵۹ کو سکردو آنے کے بعد بحیثیت نوربخشی باقاعدگی سے جمعہ اور دینی اجتماعات میں شرکت کیا کرتا تھا۔ ۱۹۶۵ کی جنگ کے دوران سکردو مسجد کے منتظمین جو اکثر فوجی جوان ہوتے تھے سکردو سے پوسٹ آؤٹ ہوئے اور کچھ عرصہ مسجد کا نظام بدنظمی کا شکار رہا۔ آخر ایک روز سکردو میں رہائش پذیر پڑھے لکھے نوجوانوں نے تحویل پا حاجی غلام محمد کے گھر جمع ہو کر باقاعدہ نوربخشی انجمن کو فعال کرنے کا فیصلہ کیا اس سے پہلے ۱۵ مارچ ۱۹۶۰ کو راجہ فتح علی خان کی سرپرستی میں انجمن صوفیہ نوربخشیہ تشکیل پائی تھی۔ سال ۱۹۶۷ میں تنظیم نو ہوئی جس میں مجھے خزانچی کا فریضہ سونپا گیا مگر رجسٹر میں درج بیلنس میرے حوالے نہیں ہو سکا۔ جس سے یہ تاثر ملتا تھا کہ رقم خرد برد ہو چکی ہے۔ تاہم زیرو بیلنس سے تنظیمی امور کو چلانا شروع کیا اور کافی سوچ وبچار کے بعد یہ طے پایا کہ کسی بااثر شخص کو خزانچی بنا کر فراغت حاصل کی جائے۔ لہذا حاجی محمود کے فوج سے ریٹائرمنٹ پر انہیں خزانچی بنایا گیا تاہم صدر انجمن حاجی موسیٰ بعد ازاں سید محمد کاظمی وغیرہ ہمیشہ انجمن کے امور چلانے میں مجھ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ ۱۹۷۲ میں گلگت تبادلہ ہونے کے بعد گلگت میں مقیم نوربخشیوں نے کونوداس میں اسماعیل صاحب براہ سابق کونسلر کے ذریعے ایک پلاٹ الاٹ کرایا جس پر مسافر خانہ اور مسجد تعمیر کرنے میں مجھے بھی کچھ کردار ادا کرنے کا موقع ملا۔ گلگت سے واپس بلتستان تبادلہ ہونے پر صدر انجمن سید محمد کاظمی نے مجھے کشوباغ کی مسجد اور حجرے تعمیر کرنے کے دوران اپنے ساتھ رکھا۔ سیٹلائٹ ٹاؤن میں رہائش پذیر لوگوں نے شروع میں ایرا ہیم تھلوی کے کوارٹر میں نماز جماعت قائم کی ہوئی تھی۔ موجودہ مسجد شاہ ہمدان کی جگہ الاٹ کرنے کے بعد میرے مشورہ پر مسجد سے پہلے حجرے تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوا کیونکہ طلبہ اور مزدوروں کے لیے رہائش کا سنگین مسئلہ درپیش تھا۔ اس جگہ مدرسہ شاہ ہمدان تعمیر کرنے کی تجویز پر جناب سول جج محمد علی صاحب کی سرپرستی میں چند افراد نے جب مجھ سے مشورہ کیا تو میں نے جج صاحب سے یہ تقاضا کیا تھا کہ وہ خود مہتمم بننے کے لیے آمادہ ہو جائے تو یہ سلسلہ چل سکے گا۔ کیونکہ انجمن کے زیر سرپرستی قائم کردہ دو مدارس پہلے ہی بند ہو چکے تھے۔ بہرحال اس مدرسے کے دستور عمل کی تیاری میں میرے مشوروں کا منتظمین نے احترام کیا اور اس وقت ایک باقاعدہ نظام کے تحت خوش اسلوبی سے مدرسے کا نظام قائم ہے۔ میری دعا ہے کہ مدرسہ آگے بھی ہم سب کے لیے فلاح دارین کا ذریعہ بنے۔

سوال: ڈسٹرکٹ سکردو بلتستان میں واقع سرمیک اہل تصوف کی آماجگاہ ہے اور ۹۵ فیصد آبادی صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات پر کاربند ہے۔ سندی

بارِ مخالف کے باوجود وادیٔ سرمیک میں نوربخشی مکتب فکر کی بقاء کا راز کیا ہے؟

صوفی صاحب: وادی سرمیک کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ صاحب نظر ولی اللہ حضرت میر سید علی رضاؒ قدوۃ الاولیاء یہاں مدفون ہیں جو مسلک صوفیہ نوربخشیہ سے متمسک رہے ہیں۔ اس عظیم روحانی بزرگ کے فیضان نظر اور ذکر وفکر کی بدولت آج بھی یہاں کے لوگ شاہ سید محمد نوربخشؒ کی روحانی اور آفاقی تعلیمات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

سوال: صوفی صاحب! ایک دانشور کی حیثیت سے آپ مسلک حقہ کے ماضی اور حال کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

صوفی صاحب: ماضی کے مقابلے میں نوربخشیوں کی حیثیت اس وقت زیادہ منظم اور فعال ہے۔ میری رائے میں پاکستان بننے کے بعد نوربخشیوں کو سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ معاشی، سیاسی اور سماجی لحاظ سے یہ طبقہ سنگین دباؤ کا شکار چلے آیا تھا۔ نوربخشی کتب جو قلمی تھیں نایاب ہوتی جا رہی تھیں۔ درس وتدریس کا نظام دگرگوں ہو چکا تھا۔ میر مختار اخیار کے خاندان کا مذہبی اجارہ داری قائم رہا۔ میر سید علی رضا اور میر نجم الدین ثاقب کے بعد علمی میدان میں کمزوری رہی۔ سالکین بھی علم وعمل سے دوری اختیار کرتے رہے۔ جب ۱۹۷۳ کے بعد اس مسلک کی کتب کے ترجمے اور اشاعت کا سلسلہ چلا۔ ترقی یافتہ دنیا سے بذریعہ روڈ منسلک ہوئے اور بین الاقوامی سیمینارز میں اولیائے کرام کی سیرت اور تصانیف پر مباحثے چلے تو اب یہ امید کی جا سکتی ہے کہ دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احیاء کا مشن جو اس سلسلے کے بزرگوں کا منشور رہا ہے انشاء اللہ بحال ہوگا اور ایک بار پھر پیروکاران اسلام احکام خداوندی کی تعظیم اور مخلوق خداوندی پر شفقت کی بجا آوری پر آمادہ ہوں گے۔

سوال: مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے معنوی وجود کو نقصان پہنچانے کے لیے مختلف زمانوں میں مختلف حربے استعمال کیے گئے آپ اس بارے میں کیا فرمائیں گے؟

صوفی صاحب: نہ صرف مسلک صوفیہ نوربخشیہ بلکہ پوری امت اسلامیہ کے ساتھ شروع سے ہی شیطان اور شیطان کے چیلے نقصان رسائی کے درپے چلے آتے ہیں مگر ایسی قوتوں کے مقابلے میں ایمان، اخلاق اور یک جہتی سے دفاع کرنے کی ضرورت ہے۔ بقول شخصے

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

سوال: نوربخشیہ مسلک کے پیروکاران کے مابین موجودہ بحرانی صورتحال سے نمٹنے کے لیے آپ کیا مشورہ دینا چاہتے ہیں؟

صوفی صاحب: نوربخشیوں کو نیک نیتی سے قرآن وسنت نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے جس کی تخریج سلسلہ ذہب کے پیران طریقت نے اپنے کتب ورسائل میں کی ہوئی ہے۔ کسی کو بھی جسے نوربخشی ہونے کا دعویٰ ہے ان تعلیمات سے فرار کی صورت کم از کم اس وقت کی ترقی یافتہ دور میں نہیں رہی ہے۔ نوربخشی کتب اولاً یہاں کی قدیم خانقاہوں اور مساجد سے دریدہ حالت میں بازیاب ہوئی ہیں اور ثانیاً موجودہ ترقی یافتہ دور میں عرب وعجم کے علاوہ مغربی ممالک کے لائبریریوں میں بھی دستیاب ہیں جن کو قومی زبان میں ترجمہ کرکے پھیلا دیں گے تو سازشی عناصر کا کام ہو جائیں گے اور قرون اولیٰ کے صوفیاء کا دور بحال ہوگا۔

سوال: مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی تعمیر وترقی کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہیں؟

صوفی صاحب: مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکار حکم خدا و رسولؐ کی تعمیل کرتے ہوئے خود بھلائی کو پہچانیں اور عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کے لیے پرچار کریں اس طرح برائی کو پہچانے اور اس سے باز رہنے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی باز رہنے کی تلقین کریں۔ موجودہ دور میں تبلیغ دین کے لیے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے بہتر طور پر استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ نشر واشاعت کے سلسلے کو ترجیح دینا ہرگز نہ بھولیں۔

سوال: مسلک کے نوجوانوں کو آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

صوفی صاحب: نوجوان اپنی معلومات دین اور دنیا کے معاملے میں اپ ڈیٹ کریں اور نیک نیتی خلوص اور صبر واستقامت کے ساتھ دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں۔ مخلوق خدا، انسانوں اور مسلمان مومن بھائی بہنوں سے محبت سے پیش آیا کریں۔ زیور تعلیم سے اپنے آپ کو

باقی صفحہ نمبر 32 پر

داما ن خیال

ناجی کون!

مولانا ابراھیم شاکر تھلوی

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: ''اے میرے حبیبؐ آپ اپنی امت سے کہہ دیجیے کہ ہر کوئی اپنے رنگ (انداز) میں اعمال کرتے ہیں لیکن صرف اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔''

کس نے نجات پائی ہے اور کون عذاب کا مستحق ہوگا یا ناری ہوگا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ کلھم ناری واحد ناجی، ان میں سے ایک نے نجات پانا ہے باقی سب عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

شیخ تصوف کے پروانوں تو ہم سب اس حدیث مبارکہ سے یہی مراد لیتے ہیں کہ ہم ہی نجات پانے والے ہیں اور باقی ٹھیک نہیں۔ لیکن قارئین کرام! ذرا غور کا مقام ہے کہ قرآن کیا فرماتا ہے کہ کون ناجی ہیں اور کون ناری ہے۔ ہمیں قرآن کو صرف لفظاً ماننا نہیں بلکہ اس میں غور کر کے عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن فرماتا ہے: ''کیوں غور وفکر نہیں کرتے؟ کیا تمہارے دلوں کو تالا لگا ہوا ہے؟''

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ نجات پانے والے کون ہیں۔ (ان للمتقین مفازا) ''بے شک متقین کے لیے کامیابی ہے۔'' اور قرآن مجید کے شروع میں ہی ارشاد ہوا کہ: ھدی للمتقین یعنی یہ کتاب متقین (یعنی اللہ سے ڈرنے والوں) کے لیے ہدایت ہے۔ کیا آپ نے کبھی یہ غور کیا ہے کہ متقین لوگ کسی دوسرے مذہب کے اندر بھی ہیں یا صرف ہمارے مذہب کے اندر؟

لیکن میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں جو بیان فرقے کے بارے میں ہوا ہے وہ ہماری سوچ سے الگ ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ ہمارا فرقہ ہی نجات یافتہ ہے۔ ہر فرقے میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو نماز نہیں پڑھتے، زکوٰۃ نہیں دیتے، ظلم و زیادتی کرتے ہیں، فتنہ فساد پھیلاتے ہیں غرضیکہ ایسے اخلاق و کردار ذمیمہ والے ہر مذہب کے اندر موجود ہیں جس وجہ سے وہ ضرور عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ فرقے کے نام سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ اچھے اعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید میں ایسے فرقوں کے لیے یوں بیان فرمایا گیا ہے جو عذاب کا مستحق ہوا یعنی ناری۔

۱۔ منافقین: یہ لوگ بھی عذاب الٰہی کے حقدار ہیں: ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار. بے شک منافق لوگ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

۲۔ فاسقین: جو کہ فسق و فجور میں محو رہتے ہیں۔ یہ بھی عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

۳۔ ظالمین: جو لوگ ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ یہ بھی عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔

۴۔ مشرکین: ان الشرک لظلم عظیم. بے شک شرک بہت بڑا گناہ ہے۔

۵۔ زانین: زنا کرنے والے لوگ: فاجلدو واکل واحد منھما.

۶۔ حاسدین: ام یحسدون الناس علی ما اتھم اللّٰہ من فضلہ. کیا یہ لوگ حسد کرتے ہیں کہ ان چیزوں پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کیے ہیں۔

غرضیکہ ہمارے اندر وہ تمام صفات ذمیمہ جو تعداد میں 72 بن جاتے ہیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناراضگی شامل ہے۔ وہ تمام کے تمام ایک بار ضرور دوزخی ہوں گے اور عذاب الٰہی کے ضرور

مستحق ہوں گے۔ ان تمام 72 فرقوں (گروہوں) میں سے صرف اور صرف نجات پانے والے جو کسی قسم کی عذاب کے مستحق نہ ہوں وہ گروہ متقین کہلاتے ہیں۔ یہ متقین لوگ کسی بھی گروہ یا فرقے میں موجود ہو سکتے ہیں۔ لیکن باقی تمام فرقے اپنے اپنے اعمال کے مطابق جیسا کہ قران مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

''یعنی جس کی ذرہ برابر برائی ہو وہ بھی اس کو عذاب ضرور دے گا اور جتنی مقدار اس کی نیکی کی ہوگی اسی کے مطابق اجر ملے گا۔''

ہمارا ہر عمل جو کہ اصول اعتقادیہ کی شکل میں فقہ الاحوط کی شکل میں اور دعوات صوفیہ کی شکل میں ہے سمجھ لو کہ یہی متقین لوگوں کی زندگی کا مجموعہ اعمال ہے۔ ان تینوں کتابوں کا مجموعہ ہی لفظ ''تصوف'' جس سے مراد ہی متقین ہے۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہیں:

ھمچو صوفی در لباس صوف باش

در صفت ھائے خدا موصوف باش

تصوف کی 'ت' سے مراد توبہ، ترک گناہ اور پرہیز گاری ہے۔ 'ص' سے مراد صدق و صفاء ہے۔ 'و' سے مراد ورد و وظائف اور وفاداری احکامات خداوندی ہے۔ 'ف' سے مراد فقر و فنا فی کمثل اللہ بقا باللہ ہے۔ یعنی سب کچھ انسان کے اعمال سے لے کر انجام تک اسی لفظ کے اندر ہے تو ہمیں صحیح معنوں میں اہل تصوف ہونا چاہیے۔ پھر ہم کہہ سکتے ہیں ناجی کون لوگ ہیں؟ جب ہم اس لفظ کا مصداق بنیں گے تو سمجھ لینا کہ ہم متقین میں سے ہوں گے۔

دعا ہے اللہ ہم سب کو پرہیز گار بن کر اپنی زندگی کو متقین کی صف میں گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

☆☆☆☆☆

قارئین کے نام اہم پیغام!

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل صوفیہ نوربخشیہ مسلک کے عوام کی امنگوں کا نہ صرف واحد ترجمان ہے بلکہ احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب بھی ہے۔ ادارے کی کمزور مالی حالت اور تحقیقی مضامین کی عدم دستیابی رسالے کی تاخیر کا باعث ہے۔ مدیر اعلیٰ ابوالعرفان علامہ محمد بشیر کی زیر نگرانی، غیر تجارتی (Non-Commercial) رسالہ ہونے کی حیثیت سے **نوائے صوفیہ انٹرنیشنل** کی مسلسل اشاعت اور بروقت اجراء ہم سب صاحب ذی عقل، ذی شعور اور ذی حیثیت کی ذمہ داری ہے۔ جس سے کسی کو بھی چھٹکارا حاصل نہیں۔

دین حقہ کی پروان اور ترقی کے لیے رسالے کی مسلسل اور بروقت اشاعت کو یقینی بنانے میں آپ کا تعاون یوں چاہتا ہے:

☆ **قارئین**......نوائے صوفیہ کے ہر شمارے کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی مستقل قاری اور مستقل خریدار بنائیں۔

☆ **رپورٹر**......سبق آموز رپورٹوں سے لوگوں کی دنیوی اور اخروی زندگی کو کامیاب بنا کر نوائے صوفیہ کی خدمت کر سکتے ہیں۔

☆ **نمائندہ**......نوائے صوفیہ کی فروخت میں اضافہ، رقوم کو بروقت وصول اور موصول شدہ رقوم کو فوراً منتقل کر کے ادارہ اور دین حقہ کی خدمت کر سکتا ہے اور بقایاجات کا حصول نمائندہ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

☆ **مضمون نگار**......آپ کا مضمون کسی کی زندگی سنوارنے کا باعث بن سکتی ہے۔ لہذا عرق ریزی سے مضمون لکھ کر نوائے صوفیہ اور قوم کی خدمت کریں۔

☆ **علماء**......نوائے صوفیہ کے لیے بہترین مشورے اور مضامین دیں۔ خود رسالہ خریدیں اور دوسروں کی اس کی تبلیغ کر کے نوائے صوفیہ اور دین حقہ کی خدمت کریں۔

☆ **بزنس مین**......اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ دین حقہ اور نوائے صوفیہ کی مالی حالت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

☆ **تنظیمیں**......اپنی تنظیموں کی خبریں اور پروگریس رپورٹس دینے کے ساتھ ساتھ اپنی کابینہ، مشاورتی کونسل اور کمیٹی کے عہدے داروں اور ممبران کی نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی خریداری کو بھی یقینی بنائیں۔

اس طرح نوائے صوفیہ کی خریداری میں اضافہ ہوگا اور مالی حالت بہتر ہونے میں بہت مددگار ہو سکتا ہے۔ اس حوالے سے انجمن کے صدر اور جنرل سیکریٹری کا مربوط کردار نوائے صوفیہ کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت ہو سکتا ہے۔

بلاشبہ نوائے صوفیہ کی اشاعت دین حقہ کی سالمیت اور بقا کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اس کی مسلسل اور بروقت اشاعت ہم سب کی دینی، دنیوی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔ لہذا اللہ ہب حقہ کے ہر فرد سے اپیل ہے کہ نوائے صوفیہ کی اشاعت میں اپنا حصہ بھی ضرور ڈالے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہوگا۔

(ادارہ)

اخبار تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایم شاہین

زین الحسنین کی علمی فتوحات

نوربخشی نوجوان زین الحسنین حسن ملک کے ان چند ذہین سکالرز میں سے ہیں جنہیں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے حکومت برطانیہ نے کامن ویلتھ سکالر شپ عطا کیا ہے۔ گلگت بلتستان سے یہ اعزاز پانے والے وہ واحد امیدوار تھے۔ زین الحسنین اس وقت برطانیہ کی مشہور یونیورسٹی لیڈز میں انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ رینیوایبل انرجی میں تحقیق کر رہے ہیں اور امید ہے کہ فارغ التحصیل ہو کر وطن عزیز کے توانائی بحران پر قابو پانے کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کریں گے۔ نصابی مضامین میں امتیازی کامیابی Distinctions حاصل کرنے کے علاوہ زین نے حال ہی میں برطانیہ میں قومی سطح پر منعقد ہونے والا انٹر یونیورسٹی سنوکر چیمپین شپ جیت کر میڈل حاصل کیا ہے اور ملک و قوم کا نام روشن کیا ہے۔ یاد رہے کہ زین الحسنین حسن بانی نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے فرزند ہیں اور ان کا تعلق بلتستان کے علاقہ چھلو سے ہے۔

رپورٹر: NYF میڈیا سیل پاکستان

☆☆☆☆☆

تعلیمی ایوارڈ

☆ جناب غلام حسن کوروی کو کراچی یونیورسٹی سے گولڈ میڈل ملنے پر اور PhD کے لیے سکالرشپ ملنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

رپورٹر: نثار دانش

☆ ہم شاہ سید ہاسٹل کراچی کے طالب علم افتخار حسین کو گورنمنٹ کالج سراج الدولہ کراچی سے بیسٹ سٹوڈنٹس آف دی ایئر ایوارڈ ملنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے انٹرمیڈیٹ پارٹ ون میں پورے کالج میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔

رپورٹر: محمد یوسف ہرگیوفی، شاہ سید ہاسٹل کراچی

NYF کراچی ڈویژن کا تعلیمی دورہ

گزشتہ دنوں NYF کراچی ڈویژن کے زیر اہتمام ایک شاندار مطالعاتی دورے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں NYF کے کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ شمع تصوف کے پروانوں کا یہ قافلہ کراچی کی تمام نوربخشی خانقاہوں سے صبح کو روانہ ہوا۔ اس دوران سوئی میکنگ، فوٹوگرافی، گیمز کے علاوہ لڑکوں کی دلچسپی کی مختلف سرگرمیاں بھی تھیں۔ طالبعلموں کی رہنمائی اور معلومات کے لیے بھی مختلف سیشنز کا انعقاد کیا گیا۔ صدر کراچی ڈویژن شاہ حسین صاحب نے اس موقع پر پکنک کے انعقاد کے محرکات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ پکنک کا اصل مقصد خوشی منانے کے ساتھ ساتھ تمام لڑکوں کے لیے ہم آہنگی اور اتفاق پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ جان پہچان بڑھانے کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا ہے۔ تمام کارکنوں نے اس موقع پر شاندار پکنک کے انعقاد پر منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔

رپورٹ: بگو دانیال علی NYF کراچی ڈویژن

☆☆☆☆☆

مدرسہ انوار العلوم صوفیہ نوربخشیہ براہ بالا

احیائے تصوف کا علمبردار، براہ کے روشن مستقبل کا ضامن نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن براہ بالا یونٹ کے زیر اہتمام مدرسہ انوار العلوم صوفیہ نوربخشیہ براہ بالا میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ مدرسہ ہذا میں درس و تدریس کے فرائض مولانا شیر علی فیضی صاحب انجام دے رہے ہیں۔ مدرسے ہذا میں الفقہ الاحوط، اصول اعتقادیہ، دعوات صوفیہ اور ترجمۃ القرآن کا درس دیا جا رہا ہے۔ طلباء کی کثیر تعداد یہاں سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

رپورٹر: نوازش علی جمیل، پریس سیکرٹری

اعتکاف نشینی

☆ روحانی استاد اخوند ابراہیم حلکس کے زیر نگرانی پہلی مرتبہ مسجد اخوند حسین غور سے رائیشہ میں دس روزہ اعتکاف نشینی کا اہتمام ہوا۔ معتکفین کی کثیر تعداد میں شرکت کی اور روحانی فیوض سے فیضیاب ہوئے۔ اعتکاف کی اختتامی جلسے میں علماء کرام اور سکالرز نے تصوف اور اعتکاف کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی۔

رپورٹر: محمد الیاس آرزو

☆ NYF چھوربٹ یونٹ کے زیر اہتمام روحانی استاد بوا علی جان صاحب کی قیادت میں ایک ہفتہ محفل اعتکاف نشینی منعقد ہوئی۔ جس میں مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں معتکفین نے شرکت کی۔ اختتامی جلسہ کی صدارت کی نشست پر جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم جبکہ مہمان خصوصی کی نشست پر جناب حاجی مولانا محسن علی ساقی جلوہ افروز تھے۔

رپورٹر: محمد سلیم قلبی

☆ گذشتہ دنوں خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ بلغار میں جناب بوا کاچو فدا حسین صاحب کی زیر نگرانی تین روزہ اعتکاف نشینی کا انعقاد کیا۔ اعتکاف نشینی میں کثیر تعداد میں شمع تصوف کے پروانوں نے شرکت کی اور اعتکاف کے فیوض وثواب سے فیضیاب ہوئے۔ اختتامی جلسہ کی صدارت جناب سید محمد شاہ صاحب کر رہے تھے۔ نعت خوانوں نے نعت رسول مقبول اور ترانہ تصوف پیش کی۔ مقررین نے اعتکاف نشینی کی اہمیت پر روشنی ڈالی

رپورٹر: ولایت حسین بلغاری

☆ گذشتہ دنوں جناب بوا امین بلغاری کی قیادت میں کریس اورال میں سہ روزہ اعتکاف نشینی منعقد ہوئی جس میں مختلف علاقوں سے معتکفین نے شرکت کی۔ اعتکاف کے اختتام پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں تصوف کے پیاسوں نے شرکت کی۔

رپورٹر: مہدی علی بسمل

نو منتخب کابینہ برائے سال 16-2015ء

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے نومنتخب کابینہ برائے سال 16-2015 کی تقریب حلف برداری مورخہ یکم جنوری 2015ء بروز جمعرات جشن عید میلادالنبیﷺ کی پرمسرت موقع پر جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ جس میں انجمن کے تمام جنرل ممبروں اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مولانا غلام حسین سیف اللہ نے نومنتخب نمائندوں سے حلف لیا۔ نومنتخب کابینہ کی عہدیداروں کے نام درج ذیل ہیں:

حاجی محمد موسیٰ صدر، ماسٹر محمد حسین حنیکر نائب صدر، موسیٰ علی ہمدانی نائب صدر، غلام محمد شاہین جنرل سیکریٹری، لیاقت علی شگری جوائنٹ سیکریٹری، محمود علی فنانس سیکریٹری، ریاض علی ڈپٹی فنانس سیکریٹری، سجاد حسین انفارمیشن سیکریٹری اور محمد اسحاق آفس سیکریٹری۔

رپورٹر: سجاد حسین تھلوی انفارمیشن سیکریٹری

☆☆☆☆☆

عظیم الشان جلسے اور تقریبات

☆ گذشتہ دنوں مسجد امیر کبیر صوفیہ نوربخشیہ طفیل کالونی سکردو میں حضرت علی علیہ السلام اور علی ثانی امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی مناسبت سے ایک پروقار اور عظیم الشان جلسہ منعقد ہوئی۔ تقریب میں علمائے دین، بزرگوں، نوجوانوں اور نونہالوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

رپورٹر: ایم آئی نوتوی

☆ مسجد رحمۃ اللعالمین صوفیہ نوربخشیہ تھے تھنگ سکردو میں جناب عباس چیلوی کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوئی۔ بوا احمد خان جلسہ میں مہمان خصوصی تھے۔ جلسہ میں مدرسہ رحمۃ اللعالمین کے طالب علموں سمیت کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

رپورٹر: عنایت حسین کاظمی

☆ سابق روایات کو برقرار رکھتے ہوئے الحمد ان بیک ایجوکیشن کیمونٹی سکول پرتوک میں تقریب یوم والدین پر وقار طریقے سے منایا گیا۔ تقریب کی صدارت نمبردار روزی علی اور مہمان خصوصی انجینئر اخوند حسن صاحب تھے۔ تقریب میں سکول ہذا کے بچوں نے مختلف چارٹ بنائے تھے، کہانیاں، ٹیبلو، مزاحیہ خبریں، ملی نغمے اور

تقریریں کی۔ طالب علموں کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات سے نوازا گیا۔

رپورٹر: محمد بشیر لاہوتی

☆☆☆☆☆

مبارک باد

مولانا محمد نور العین صاحب کرسی نے اپنا پہلا خطبہ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر کراچی میں دیا جس میں آپ نے متقین کی صفات پر روشنی ڈالی۔ اس پر مسرت موقع پر دل کی گہرائیوں سے مولانا صاحب کو اوران کے رشتہ داروں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

رپورٹر: نثار دانش کوروی

☆☆☆☆☆

عید میلاد النبیؐ

وادی چھوربٹ کے گاؤں پرتوک میں محفل عید میلاد النبی مذہبی جوش وجذبے کے ساتھ منایا گیا۔ مرحلہ ترتیب کا فریضہ طاہر علی ثانی نے سرانجام دیا۔ صدر جلسہ حافظ غلام حسین توحیدی نے سیرت نبویؐ پر انتہائی خوبصورت انداز میں روشنی ڈالی۔ بعد ازاں حضور اکرمؐ کے عاشقوں نے گلہائے عقیدت کے پھول نچھاور کی۔

رپورٹر: محمد بشیر لاہوتی

☆☆☆☆☆

تقریب حلف برداری

گذشتہ دنوں NYF گلشن اقبال یونٹ کراچی کے زیر اہتمام حلف برداری تقریب سال 2014-15 منعقد ہوئی جس میں کراچی بھر سے تمام یونٹس کے ممبران اور کثیر تعداد میں NYF کے جیالوں نے شرکت کی۔ جناب شاہ حسین صدر NYF کراچی ڈویژن نے نئی کابینہ کے عہدیداروں سے حلف لی جو درج ذیل ہیں۔ اکبر حسین صدر، مرتضیٰ علی نائب صدر، غلام مرتضیٰ جنرل سیکرٹری، عارف حسین ڈپٹی جنرل سیکرٹری، غلام حسین ایجوکیشن سیکرٹری، محمد یوسف فنانس سیکرٹری، محمد بشیر آفس سیکرٹری، شبیر حسین پریس سیکرٹری اور دوسرے ممبران شامل ہیں۔

رپورٹر: شبیر حسین

☆☆☆☆☆

اہم میٹنگ

گذشتہ دنوں بزم طلباء مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے درمیان ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل طلباء کو انتظامی عہدوں کے ساتھ ساتھ اضافی ذمہ داری بھی دی گئی تاکہ بزم طلباء کو اور بہتر انداز میں ترتیب دے سکے۔ مبارک علی معروفی صدر، محمد علی انصاری نائب صدر، عنایت علی ہاشمی جنرل سیکرٹری، مہدی علی بسمل پریس سیکرٹری، وقار حسین انصاری سٹیج سیکرٹری اور عارف حسین فنانس سیکرٹری۔

رپورٹر: مہدی علی بسمل

☆☆☆☆☆

تعزیتی اجلاس

☆ گذشتہ دنوں یوچنگ ملت اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام جناب شاہ اللہ صدر کی صدارت میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوئی جس میں مخلص کارکن غلام حسن کی اچانک وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا اور لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہوئے۔

رپورٹر: جی ایم یوچنگی

☆ الحرمین ہاسٹل منظور کالونی کراچی میں کورو کے نوجوانوں کے زیر اہتمام تعزیتی اجلاس منعقد ہوئی جس میں محمد الیاس ڈسپنسر کی اچانک وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کی ایصال وثواب کے لیے فاتحہ کی گئی۔

رپورٹر: نثار دانش

☆☆☆☆☆

قارئین کے خطوط

محترم ایڈیٹر نوائے صوفیہ انٹرنیشنل اسلام علیکم۔ بندہ ناچیز رسالے کا ایک خاموش قاری ہوں۔ بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں۔ رسالے کی وساطت سے بہت کچھ سیکھا۔ متعدد خطوط بھیجے تھے مگر شائع نہیں ہوا۔ لیکن ایک دفعہ پھر تازم دم ہو کر خط لکھ رہا ہوں ضرور شائع فرما کر حوصلہ افزائی کریں گے۔ شکریہ (برکات علی حسنی، ڈغونی)

☆☆☆☆☆